

۷۸۶

سیرتِ امامت کے بارہ بیروج

از

شیخ الحدیث نواب سید سید القوان

محکمہ و تقویٰ کتاب ہذا

سید و صدیق جنوی

سید آباد

چشمہ نور کتب خانہ - تعلقہ پور (پہاڑ)

مورخہ جنوری ۱۳۵۶ھ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَجَعَلْنَاكُمْ خَلْقًا مِّنْ نَّاسٍ لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ

7

نام کتاب

سیمر اہامت کے بالائے بروج

Astana-e-Hind

Muzaffarpur (Bihar)

تالیف لطیف

جناب شیخ ابوبکر احمد حسین صاحب خان بہادر O.B.E.

سابقہ مذہبی
الہست لیدر آف پریانوواں

کھنڈ مڈل
الما قہ مشعہ بہ تمام احقر العباد مرزا محمد ابوبکر

اختیار
کتاب اور یہ کتاب

حضرت جلد ہند نے ٹائٹل کا ورق ضائع کر دیا۔

Kutubkhana Halduy

Patlipur Kolutua

(Bihar)

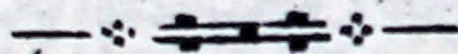
ص ۱

نام کتاب... سیر امامت کے بارے میں

اللہ کے فضل سے



فَلَا تَحْزَنْ لِكُنَائِكَ



آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا لیکن ابھی اس کی
ہدایت افروز شعاعیں حرا سے بیت اشرف ابوطالب ہی تک
خیال گستر تھیں اور خدا کا رسول مصلح ایزدی کے مطابق ہونے
مخفی طور پر دعوت اسلام میں مصروف تھا ناگہان اس پر گزیدہ
بارگاہِ صمدیت کو یہ الہام ہوا کہ

أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَخِيفُضْ

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(اے رسول تم اپنے قرابت داروں کو غذاب الہی سے ڈراؤ

از امامت خانہ دار شیخ احمد حسن علی شاہ قاسمی
مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

Kutubkhana Halduy
Patlipur Kolutua
Muzaffarpur (Bihar)

اور جو مومنین تمہارے پیرو ہوں اُن سے بتواضع پیش آؤ
 اس آئیہ کریمہ کے نازل ہونے پر خدا کے حبیب نے اپنے تربیت کردہ
 بھائی علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ اے علی مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنے
 قریب داروں کو ڈراؤن اور تلقین سلام کروں لہذا تم سامان ضیافت
 مہیا کر کے بنی عبدالمطلب کو جمع کرو تاکہ میں حکم الہی پہنچا دوں حضرت
 علی نے ارشاد نبوی کے مطابق سامان ضیافت مہیا کر کے بنی عبدالمطلب
 کو (جو تقریباً چالیس مرد تھے) جمع کیا اور جب وہ لوگ آسودگی کے ساتھ
 کھاپی چکے تو رسول مقبول نے اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر پڑھ دی
 سر مائی کہ

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَلِّبِ اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِخَيْرِ الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ وَقَدْ مَرَّفْتُ لَكُمْ اَنْ دَعَوْكُمْ اِلَيْهِ فَاَيْكُمْ يَوَازِي عِلِّيَّ
 هَذَا لَامْرٍ وَيَكُونُ اخِي وَوَصِيِّي وَخَلِيفَتِي فَاَيْكُمْ فَاَجْمَعُوا عَنْهَا جَمِيعًا

(یعنی اے بنی عبدالمطلب میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی
 بہتری لایا ہوں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس کی طرف بلاؤں
 پس تم میں کون ایسا ہے جو اس باب میں میری مدد کرے اور کار تبلیغ

لے تفسیر طبری و مفاری ابن اسحق و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر
 تفسیر معالم التنزیل محی السنہ نقوی و تفسیر سراج المنیر خطیب شرمینی و تفسیر لباب لتاویل خازن بغدادی
 و دلائل النبوة بیہقی و تاریخ کامل ابن اثیر حریری و تاریخ الوافدا

میں میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ آنحضرت کا یہ کلام
 بلاغت نظام سن کر کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس حقارت آمیز
 خاموشی کا عالم دیکھ کر حضرت علیؑ نے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ
 يَا نَبِيَّ اللَّهِ اَنَا وَزِيرُكَ عَلَيْهِ قَالَ فَاخْذْ بِرَقَبَتِي فَهْتَالَ
 اَنْ هَذَا اخِي مَوْصِيٌّ وَخَلِيفَتِي فَيَكْمُرُ فَاَسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيعُوا
 فَقَامَ الْقَوْمُ يَضْحَكُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَا بِيْطَالِبٍ قَدَامَكَ اِنْ
 لَسَمِعَ لَعَلِّي وَتَطِيعَ (یعنی) علیؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں
 کا تبلیغ میں آپ کی مدد کرنے اور آپ کا ہاتھ بٹانے کو حاضر
 ہوں یہ سن کر جناب رسالت مآب نے حضرت علیؑ کی گردن پر
 دست شفقت رکھا اور فرمایا کہ اے افراد قوم دیکھو یہ میرا
 بھائی میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم لوگ اس کا حکم سنو
 اور اس کی اطاعت کرو۔ آنحضرت کی یہ تقریر سننے ہی لوگ قہقہہ
 لگا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ سنو
 تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بیٹے علیؑ کی اطاعت کرو۔

واضح ہو کہ اس واقعے کا ذکر صرف کتب معتبرہ اسلامیہ تک محدود نہیں ہے
 اے تفسیر طبری و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تفسیر معالم التنزیل محی السنہ نبوی
 و تفسیر سراج المتبر خطیب شمر بنی و تفسیر لباب لتاویل خازن بغالبوی و مغازی ابن اسحق
 و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر و دلائل النبوة بیہقی و تاریخ کامل ابن اثیر و زبدی و تاریخ ابوالفدا۔

بلکہ اسلوسھی مولین نے بھی اپنی حقیق و دقیق کے مطابق اپنی تالیفات سے
مین بیان کیا ہے چنانچہ مسٹر کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز و شپ
کے لکچر دوم مین لکھتے ہیں کہ

(حاصل ترجمہ)

نبی عبدالمطلب کے لوگوں کو ایک ادھیڑاں پڑھ آدمی اور ایک
سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کہ وہ مل کر دنیا کے خلاف کوشش
علی لائین گے ایک مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی جس پر وہ مجمع قہقہہ لگا کر
منتشر ہو گیا لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ میسہی کی بات نہ تھی بلکہ بالکل
ٹھیک اور درست تھی کیونکہ نوجوان علیؑ ایسا شخص ضرور تھا کہ
جس کو ہر نفس خواہ مخواہ پسند کرے چنانچہ علیؑ سے ہمیشہ جو
باتیں ظہور میں آئیں ان سے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک صاحب خلاق
فاضلہ اور محبت سے بھرا ہوا ایسا بہادر شخص تھا جس کی تیروند
جرات کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ اس شخص کی
طبیعت میں عجیب طور کی جو انفرادی تھی یعنی مثل شیر کے تو
بہادر تھا مگر مزاج میں ایسی نرمی و حمدی اور سچائی تھی جو ایک
کرچن نائٹ کے لیے شایان ہو سکتی ہے۔

اور مسٹر گبن اپنی کتاب ڈکلائن آف رومن ایمپائر مین لکھتے ہیں کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے (بعثت کے) چوتھے برس بالاعلان دعوت رسالت
 شروع کی اور تصدیق وحدانیت کا نور پھیلا نے کی غرض سے
 بنی ہاشم کے چالیس آدمیوں کو نیافت پر مدعو کیا بعد ازاں
 انکی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوستو اے عزیزو میں تم
 لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت کی نیکیاں لایا ہوں جسکو میرے سوا
 دوسرا نہیں دے سکتا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اس کی
 عبادت کی طرف بلاؤں پس تم میں سے کون شخص اس کام میں میرا
 رفیق اور وزیر ہوگا اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا حتی کہ
 وہ حقارت اور شک اور تعجب بھری خاموشی علی کی جرات سے
 دفع ہوئی جو ایک چار دہ سالہ جوان تھے چنانچہ انھوں نے عرض
 کیا کہ اے بنی مین ہر طرح اس کام میں آپ کی رفاقت و نصرت
 کے لیے حاضر ہوں میں آپ کے مخالفین کی آنکھیں نکال لوں گا
 اُنکے دانت توڑ ڈالوں گا اور اُنکے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔
 اے بنی مین آپ کی وزارت کے لیے دل و جان سے حاضر ہوں
 محمد (صلعم) نے علی کی التماس کو جوش مسرت کے ساتھ قبول فرمایا
 اور حاضرین نے ابوطالب کو اپنے بیٹے کی اس اعلیٰ عزت پانے پر
 طنزیہ کلمات کہے۔

ایسٹروپو پورٹ اپنی کتاب پالوجی فزام محمد انیڈوی قرآن میں لکھتے ہیں کہ

محمد (صلعم) نے مخالفین کی مخالفت سے خائف نہ ہو کر دوبارہ پھر اپنے قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا اور ان کی بے تکلفانہ ضیافت کے بعد اٹھ کر اپنی پرجوش تقریر اس درخواست پر ختم کی کہ تم میں کون شخص اس بار گران کے برداشت کرنے میں میری رفاقت کرے گا اور میرا نائب اور وزیر ہوگا جیسا کہ موسیٰ کے وزیر ہارون تھے یسین کر کل مجمع تعجب انگیز سکوت میں آگیا اور کسی کو اس خطرناک عمدہ وزارت کے قبول کرنے کی جرأت نہ تھی لیکن نوجوان علیؑ نے اٹھ کر اور للکار کر کہا کہ اے نبی میں تمہاری نیابت اور وزارت کو بسر و چشم حاضر ہوں یسین کر محمد (صلعم) نے اپنا ہاتھ علی کے گلے میں ڈال کر اپنے سینے سے لگایا اور باواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی اور میرے وزیر کو دیکھو چنانچہ محمد (صلعم) نے اپنے کام کو اس طرح آغاز کر کے عام طور سے مکے میں وعظ شروع کیا اور یومانیوں اپنے معتقدین کی تعداد بڑھاتے گئے۔

اور سٹرننگٹن اور ونگس اپنی کتاب محمد اینڈ ہیز سیرس میں لکھتے ہیں کہ (حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے بنی ہاشم کی ایک جماعت کو مدعو کر کے جمع کیا اور بعد ضیافت کھڑے ہو کر باواز بلند فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب

جس خدا نے تم کو بہترین عطا کی ہیں اُسی کی جانب سے میں ~~میں~~
 دنیا کی برکتیں اور آئندہ کی بہتری لایا ہوں پس تم میں سے کون
 شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہو گا۔ یہ سُن کر سب
 ساکت رہے بعض تو تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقاد ہی سے
 منستے تھے آخر کار علیؑ نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ عرض کیا کہ
 اے پیغمبر میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ محمد (صلعم) نے
 اپنا ہاتھ علیؑ کی گردن میں ڈالا اور انکو اپنے سینے سے لگا کر با واز
 بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو
 دیکھو اور انکی بات سُن کر اطاعت کرو۔ نوجوان علیؑ کی جرأت پر قریشیوں
 نے ایک حقارت آمیز فقرہ لگایا اور اس کم سن خلیفہ کے باپ
 ابوطالب کو اپنے بیٹے کے آگے جھکنے اور اس کی فرمانبرداری
 کرنے پر ملامت کی (انتہی)

اس روایت صحیحہ میں یہ امر بھی خاص طور سے لحاظ کے قابل ہے کہ
 رسول مقبول نے الفاظ "وصیتی و خلیفتی" کے ساتھ جو "اخی" کا لفظ
 ارشاد فرمایا ہے اُس سے رشتے کا بھائی مراد نہیں ہے بلکہ ہمیشہ میں یعنی
 شریک منزلت مراد ہے چنانچہ روایات مواخاۃ مصرحہ ذیل اسکی شاہد ہیں
 مثلاً ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للقسطالانی میں ہے کہ
 اخی رسول اللہ صلعم بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

۱۶
 و بین حمزہ و زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما و بین
 عثمان و عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما و بین الزبیر
 و ابن مسعود رضی اللہ عنہما و بین عبیدہ بن الحارث
 و بلال رضی اللہ عنہما و بین مصعب بن عمیر و سعد بن
 ابی وقاص رضی اللہ عنہما و بین ابی عبیدہ و سالم مولی
 ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما و بین سعید بن زید و طلحہ
 بن عبیدہ اللہ رضی اللہ عنہما و بین علی و نفسہ صلعم
 (یعنی) جناب رسالت مآب نے دو دو مہاجرین کے
 آپس میں رشتہ برادرانہ قائم کر کے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو اور
 حضرت حمزہ و زید بن حارثہ کو اور حضرت عثمان و عبد الرحمن بن
 عوف کو اور زبیر بن العوام و ابن مسعود کو اور عبیدہ بن الحارث
 و بلال کو اور مصعب بن عمیر و سعد بن ابی وقاص کو اور ابو عبیدہ و
 سالم مولی ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید و طلحہ بن عبیدہ کو باہم
 بھائی بھائی قرار دیا اور اپنی اخوت کا شرف آنحضرت نے
 علی بن ابیطالب کو عطا فرمایا۔
 اور تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ

اخی رسولہ (بالمَدینہ) فاتخذ علی بن ابیطالب
 اخاہ وصار ابوبکر و خارجہ بن زید الانصاری اخوین

۹۰ وا بو عبیدہ بن الجراح وسعد بن معاذ الانصاری
 اخوین وعمر بن الخطاب وعتبان بن مالک الانصاری
 اخوین وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربیع الانصاری
 اخوین وعثمان بن عفان واوس بن ثابت الانصاری
 اخوین وطلحة بن عبید اللہ وکعب بن مالک الانصاری
 اخوین وسعید بن زید والی بن کعب الانصاری اخوین

(یعنی) جناب سالت آب نے مابین مہاجرین انصار (دو دو آدمیوں
 میں) رشتہ برادرانہ قائم فرمایا تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی قرار دیا
 نیز حسب ہدایت نبوی حضرت ابو بکر خاریجہ بن زید انصاری کے
 بھائی اور ابو عبیدہ بن الجراح سعد بن معاذ انصاری کے بھائی
 اور حضرت عمر بن الخطاب عتبان بن مالک انصاری کے بھائی اور
 عبد الرحمن بن عوف سعد بن ربیع انصاری کے بھائی اور حضرت
 عثمان بن عفان اوس بن ثابت انصاری کے بھائی اور طلحہ
 بن عبید اللہ کعب بن مالک انصاری کے بھائی اور سعید
 بن زید ابی بن کعب انصاری کے بھائی قرار پائے۔

اور استیعاب ابن عبد البر میں ہے کہ

اخی رسول اللہ صلعم بین المهاجرین ثم اخی بین المهاجرین
 والا نصار وقال فی کل واحدة منهما علی انت اخي

فی الدنیا والآخرۃ واخی بئینہ و بین نفسه (یعنی) رسول مقبول نے (بمقام مکہ) مہاجرین میں مواخاۃ فرمائی۔ نیز (مدینے میں) مابین مہاجرین و انصار رشتہ اخوت قائم فرمایا اور دونوں موقعوں پر حضرت نے اپنا بھائی علی بن ابیطالب کو قرار دے کر ارشاد کیا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی و آخرت میں بھی اور کتاب المناقب ابوالحسن المغازی الجلابی و کتاب المناقب احمد بن حنبل میں حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ

أخی رسول الله صلعم بین المهاجرین و الانصار و کان یواخی بین الرجل و نظیره ثم اخذ بید علی بن ابیطالب و قال هذا اخی۔ قال حذیفہ فرسول الله سید المرسلین و اصا م المتقین الذی لیس له شبه و لا نظیر و علی اخوه

(یعنی) جناب رسول خدا نے مہاجرین و انصار میں عقد مواخاۃ منعقد فرمایا اور ہر مہاجر کو ایک ایسے انصاری کا بھائی بنایا جو اس کا نظیر ہو بعد ازاں علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں

۱۵ صواعق محرقة میں ہے کہ اخرج ابوالحسن المغازی عن الباقر صلی اللہ عنہ الخ اور کتاب الانساب معانی میں ہے الجلابی بضم الجیم وتشدید لام + والمشہور بهذا النسبۃ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازی من اهل واسط العراق کان فاضلاً عارفاً برجالہ واسط و حدیثہم و کان حریصاً علی سماع الحدیث و طلبہ

۱۱۱
 کہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امام اہل بیتین میں جن کا مثل و نظیر نہیں ملتا
 اور علیؑ ان کے بھائی ہیں۔

سبحان اللہ کیا رفیع شان ہے علی بن ابیطالب کی کہ رسول مقبول نے ہر مہاجر
 کو کسی کسی انصاری کا بھائی قرار دیا لیکن اپنا اور علی کا بھائی کسی انصاری کو
 نہ بنایا بلکہ بھوئے تاکس نکوید بعد ازین من دیگرم تو دیگر می "علی ہی کو اپنا
 بھائی بنایا اور خود ہی اُن کے بھائی بنے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن
 ہے کہ علی کے سوا رسول کا اور رسول کے سوا علی کا کوئی نظیر نہ تھا۔

الغرض یہ تمام شواہد اس بات پر صریحاً دلالت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 نے دعوت بالا اعلان کے موقع پر جو تقریر فرمائی اس کے فقرہ فَاَيُّكُمْ يُوَازِنُنِي عَلٰی هٰذَا
اَلَا مَرُّوْكَوْنُ اَخِيْ وَوَصِيِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ فیکم میں لفظ اخی کا صحیح مفہوم ہمسر
 و ہم نشین و شیل و ولیف ہے (انتہی)

اب میں مناسب سمجھ کر مثلاً چند تائیدی روایتیں حضرت علیؑ کے وصی
 و خلیفہ ہونے کی بھی درج ذیل کرتا ہوں۔

تاریخ کبیر ابن جریر اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری میں ہے کہ جب ابیہم حسین
 نے معرکہ کربلا میں خطبہ ارشاد کیا تو اس میں یہ بھی فرمایا کہ

اَلَسْتُ اَبْنُ بِنْتِ بَنِيْكُمْ وَ اَبْنُ صِبْيَةٍ (یعنی) کیا میں تمہارے

بنی کی دختر کا فرزند اور تمہارے بنی کے وصی کا بیٹا نہیں ہوں
 اور کتاب کنوز الحقائق منادی میں ہے کہ

۱۱۲
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ وَوَارِثٌ
 وَعَلِيٌّ وَصِيِّي وَوَارِثِي (یعنی) ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا
 ہے اور علی میرا وصی و وارث ہے۔

نیز معجم محی السنہ لغوی میں بریدہ سے مروی ہے کہ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ وَوَارِثٌ
 وَأَنْ عَلِيًّا وَصِيٌّ وَوَارِثِي (یعنی) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور تحقیق علی میرا
 وصی اور وارث ہے۔

اور کتاب المناقب احمد بن حنبل میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ
 قُلْنَا لِسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ سَلْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَصِيَّتِهِ
 فَسَأَلَ سَلْمَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ وَصِيكَ قَالَ مَنْ كَانَ وَصِيَّ
 مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ قَالَ يُوْشَعَ بْنِ نُونٍ فَقَالَ نَّ وَصِيِّي وَوَارِثِي وَ
 مِنْجَزٍ وَعَدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (یعنی انس بن مالک کہتے ہیں کہ)
 ہم نے سلمان فارسی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو کہ ان کا
 وصی کون ہے پس سلمان نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا
 وصی کون ہے آنحضرت نے فرمایا کہ موسیٰ کا وصی کون تھا
 سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون حضور نے ارشاد کیا کہ میرا وصی
 اور وارث اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا علی بن ابیطالب ہے

اور معجم کبیر طبرانی میں سلمان فارسی سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ وَصِيَّيَّ وَمَوْضِعَ سَرِّيَّ وَخَيْرَ مَنْ
اتَّكَتْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ

بتحقیق میرا وصی اور میرا رازدار اور میرا بہترین پیمانہ گان علی بن ابیطالب ہے

نیز معجم کبیر طبرانی میں ابو یوسف انصاری سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَاطِمَةُ) أَمَّا عَلِمْتُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
أَطْلَعَ عَلَيَّ أَهْلَ الْاَرْضِ فَلْخَارِ مِنْهُمْ أَبَاكَ فَبَعَثَهُ نَبِيًّا تَطْلُعُ
الْثَانِيَةَ فَاخْتَارَ بَعْلَكَ فَأَوْحَى إِلَيَّ فَأَنْكَحْتَهُ وَاتَّخَذْتَهُ وَصِيًّا

(یعنی) جناب رسالت آب نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ کیا تم نے

نہیں جانا کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مطلع ہو کر ان میں سے

تمہارے باپ کو برگزیدہ کیا اور اپنا نبی مقرر فرمایا بعد ازاں علیؑ کو

برگزیدہ کر کے مجھ پر وحی فرمائی چنانچہ میں نے تمہارا نکاح علیؑ سے

کر دیا اور ان کو اپنا وصی اختیار کیا۔

اور روضۃ الاحباب میں ام المومنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ

بتحقیق ما شنیدہ ایم از پیغمبر صلعم کہ می فرمود علی خلیفتی علیکم فی حیاتی و بعد

ممانی فمن عصاه فقد عصانی» (یعنی) بتحقیق ہم نے جناب سالتمآب

کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ بن ابیطالب میری حیات میں

اور میرے بعد تم پر میرا خلیفہ ہے جس نے اس کی نافرمانی کی

اور سند الفردوس حافظ شہر دار ہمدانی دلی میں سلمان فارسی سے مروی ہے کہ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ
 نُورٍ وَاحِدٍ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ عَامٍ فِي النَّبُوَّةِ
 وَفِي عَلِيٍّ الْخِلَافَةُ (یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ حضرت آدم کی
 پیدائش سے چار ہزار سال پہلے میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا
 کیا گیا پس مجھ میں منصب نبوت و دینت فرمایا گیا اور علیؑ میں
 منصب خلافت۔)

تبصرہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تفہیمات الہیہ میں فرماتے ہیں کہ
 لا بد لكل بنی من وصی وكنز الوصاية عندنا لحكمة ثم
 قرب ملكوتي ثم تحمل بشرع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وعلومہ وتكفل لامته بالدعاء ومنصبه ان يكون خازن
 علم النبی فی الامّة وحامل حجه (یعنی) ہر بنی کے لیے وصی کا
 ہونا ضروری ہے اور وصایت کی حقیقت ہمارے نزدیک
 حکمت اور قرب ملکوتی اور تحمل ہے شرع نبی اور علوم نبی کا اور
 تکفل ہے اہل بیت نبی کا دعا کے ساتھ اور منصب وصی کا یہ ہے کہ
 اہل بیت نبی کے علم کا خزانہ دار اور اسکی وحی کا حامل ہو (نتیجہ)

اللہ تعالیٰ نے رہتے کہ جو واقعہ دعوت بالا اعلان کا تحت سیر آیہ فائدہ بخیر
 الاقرین سابقاً مذکور ہوا ہے (یعنی جناب سالت مآب کا مجمع نبی
 عبدالمطلب میں حضرت علیؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیکر ان کی اطاعت
 کا حکم دینا) اس سے دو قدرتی غوامض کا انکشاف ہوتا ہے۔

اَوَّل یہ کہ جب رسول مقبول نے دعوت سیریہ کی بنا پر ایوان سلام تعمیر
 فرمانا چاہا تو سنگ بنیاد علیؑ بن ابیطالب ہی نے اپنی سبقت اسلامی کے
 ہاتھوں سے رکھا اور جب دعوت جہریہ کے موقع پر وہ ایوان تیار ہو گیا تو
 اس کا افتتاح بھی علیؑ ہی کی وزارت سے ہوا۔

دوم یہ کہ امر تبلیغ میں حضرت علیؑ اسی طرح جناب سالت کے قوت بازو
 قرار پائے اور شریک امر تبلیغ قرار پائے تھے حسب طرح حضرت ہارون جناب موسیٰ کے
 قوت بازو اور شریک امر تبلیغ قرار پائے تھے چنانچہ رسول مقبول کا یہ شاکہ کہ علیؑ تم میرے
 لیے اسی منزلت پر جو میں منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے اسکا شاہد عادل ہے۔

لہ حلیۃ الاولیاء ابو نعیم میں ابولیلے سے اور تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر درنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر
 شوکانی میں تحت تفسیر آیہ والسا بقون السابقون عبد اللہ بن عباس مروی ہے کہ قال
 نزلت فی حزقیل مومن ال فرعون وحبیب البخار الذی ذکر فی کس وعلی بن ابیطالب
 وکل رجل منهم سابق امتہ وعلی افضلہم اور تاریخ صغیر بخاری میں عبد اللہ بن عباس مروی ہے
 کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصد بقون ثلاثہ حزقیل مومن ال فرعون
 وحبیب البخار صاحب ال کس وعلی بن ابیطالب

مال اسعجاب ہونا چاہیے ان اصحاب عصبیت ماب سے جو بمقتضائے تنگ نظری و تعصب پروری منزلت مرتضویہ کو عموم منزلت ہارونیہ سے خارج کرنے کے لیے مختصر اوقات بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے محض عزم تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ کر کے کہا تھا کہ "انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ" حالانکہ اکثر شواہد ساطعہ کی روشنی میں اس مفتر یا نملع سازی کی قلعی کھل جاتی ہے چنانچہ منجملہ ان شواہد کے چند اس موقع پر پیش کیے جاتے ہیں۔
اول یہ کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الہی "اذہب لی فرعون اور صالخی کے صادر ہونے پر خدا سے دعا کی تھی کہ

رب اشرح لی صدري و لیسر لی امری و احلل عقدہ
 من لسانی یفقهوا قولی و اجعل لی وزیرا من اہلی ہارون
 اخی اشد دہرازی و اشکر فی امری کے تسبیح کثیرا و تذکرہ
 کثیرا۔ (یعنی) اے رب کریم میرے سینے کو وسیع کر دے میرے
 کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں
 اور میرے لیے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس سے میری
 دھاریں کو مضبوط کر اور اسکو میرے کام میں شریک فرما تاکہ ہم دونوں
 مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح میں مشغول رہیں۔

لے قرآن مجید میں اسی قصے کے متعلق وارد ہوا ہے کہ فارسلہ معی ردای صدقنی (یعنی خدا یا
 ہارون کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میری تصدیق و تائید کریں۔

۱۷۱ اسی طرح جناب سالتما کے بھی ایک موقع پر جس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوگا، بارگاہ ایزدی میں حضرت علیؑ کے لیے مترت ہمارو نیہ کی مسئلت فرمائی ہے چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی میں بروایت خطیب ابن مردویہ وابن عساکر سہما و نبت عیس سے مروی ہے کہ

رأيت رسول الله صلعم بازاء تبير وهو يقول اللهم اني
اسئلك بما سئلك اخي موسى ان تشرح لي صدى وان
تيسر لي امرى وان تحل عقدة من لسانى يفقهوا قولى
واجعل لي وزيرا من اهلى عليا اخى اشد دبرا زرى واشركه
فى امرى كى نسبحك كثيرا ونذكرك كثيرا (یعنی سہما و نبت عیس کہتی
ہیں کہ) میں نے کوہ تبیر کے محاذی جناب سول خدا کو یہ فرماتے ہوئے
سنا کہ خداوند اجدد عاتجہ سے اخى موسى نے کی تھی وہی میں بھی کیا ہوں۔
خداوند امیرے سینے کو وسیع کر میرے کام کو آسان فرما میری زبان
کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے لیے میرے
اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اس سے میری ہارس باندھ اور
اسکو میرے کام میں شریک کر تاکہ ہم دونوں مل کر کثرت سے
تیری یاد اور تسبیح میں مشغول رہیں۔

نیز امام الحذین احمد بن حنبل نے سہما و نبت عیس سے روایت کی ہے کہ
سمعت رسول الله صلعم وهو يقول اللهم انى اقول كما قال

اخى موسى اللهم اجعل لى وزيراً من اهل اى اى عليا
 اشد دبه ازسى واشكر فى امرى كى نسبك كشيرو
 وتذكر ككثيرا انك كنت بنا بصيرا (يعنى سماء بنت عيسى كمتى مين ك)
 مين فى جناب رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم كوى فرماتى هو
 سنا كه خداوند اى جس طرح اخى موسى فى تجھ سے سوال كيا تھا اى طرح
 مين بھى كرتا هوں كه ميرے اهل سے ميرے بھائى على كو مير او وزير بنا
 اس سے ميرى ڈھارس باندھ اور اسكو ميرے كار تبليغ مين شريك كر
 تاكه هم دون مل كر كشرت سے تيرى ياد اور تسبيح مين مشغول رہين
 بتحقيق تو ہمارے حال كا ديكنے والا ہے۔

اور كتاب يا ض النضره فى فضائل العشره مين اسماء بنت عيسى مروى ہر كه

قالت هبط جبريل عليه السلام على النبى صلى الله عليه
 وسلم فقال يا محمد ان ربك يقرئك السلام ويقول لك على
 منك بمنزل هارون من موسى (يعنى) حضرت جبريل فى نازل ہو كر
 جناب سول خدا سے عرض كيا كه يا رسول الله پروردگار عالم نے
 تم كو تحفہ سلام بھيجا ہے اور يہ خوشخبرى دى ہے كه على تمھارے ليے
 اُسى منزلت پہ مين جس منزلت پر موسى كے ليے ہارون تھے۔

دوم يہ كه جناب سول مقبول نے حديث منزلت كو مختلف مواقع پر تذكير و تنبيه ارشاد
 كيا ہے چنانچہ جمع البوامع سوطى و روضۃ النديه مين عبد الله بن عباس سے مروى ہے كه

۱۹۴ قال رسول الله صلعم يا امرئ سلمة هذا علي بن ابي طالب الحمد من ۱۹۴

لحمي ودمه من دمي وهو مني بمنزلة هارون من موسى يعني

فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے ام سلمہ یہ علی بن ابیطالب ہے اس کا

گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے لیے اُسی

منزلت پر ہے جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

نیز جمع الجوامع سیوطی میں بحوالہ مستدرک حاکم حضرت عمر سے مروی ہے کہ

كنت انا وابوبكر وابوعبيدة وجماعة من اصحاب رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئی علی بن ابیطالب حتی

ضرب سید علی منکبہ ثم قال انت یا علی ول المومنین ايماننا واولهم اسلاما

ثم قال انت منی بمنزلة هارون من موسى (یعنی حضرت عمر

فرماتے ہیں کہ) ایک وزین رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا

ابوبکر و ابو عبیدہ و دیگر صحابہ رسول بھی وہاں موجود تھے اور جناب

رسول مقبول علی پر تمکبہ کیے ہوئے تشریف رکھتے تھے تا انیکہ آنحضرت نے

علی کے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علی تم ایمان و اسلام لانے میں

کل مومنین سے اول ہو اور اے علی تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو

جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

سو ہم یہ کہ جناب رسول خدا نے حدیث منزلت کو عقد مواخاتہ کے موقع پر ارشاد

فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد حنبلی میں زید بن ابی اوفی سے مروی ہے۔ کہ

۲۰ لما اخى النبي صلعم بين اصحابه قال على لقد ذهب وحي ولقطع
ظمري حين رأيتك يا رسول الله فعلت باصحابك ما فعلت غيري
فقال رسول الله صلعم والذي بعثني بالحق ما اخرتك الا لنفسى
وانت منى بمنزلة هارون من موسى وانت اخى ووارثى۔

(یعنی) جب رسول اللہ صلعم نے درمیان اپنے صحابہ کے عقد مواخاۃ منعقد
فرمایا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ دیکھ کر میری جان
بنگلی اور میری قوت زائل ہو گئی کہ آپ نے میرے سوا دیگر صحابہ
کے آپس میں عقد مواخاۃ منعقد فرمایا پس آنحضرت نے ارشاد کیا
کہ قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا میں نے
تم کو اپنے لیے باقی رکھا کیونکہ تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس
منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے اور تم میرے بھائی اور وارث ہو
چہاں یہ کہ حضرت سالت نے حدیث منزلت کو غم تبوک کے موقع پر ارشاد کیا ہے
مثلاً انسائی نے کتاب الخصائص میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ
خرج رسول الله صلعم في غزوة تبوك وخلف عليا فقال

اتخلفني فقال اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى
الا انك لا بنى بعدى (یعنی) جب رسول اللہ غزوہ تبوک کو جانے لگے
تو آپ نے حضرت علیؑ کو مدینے میں چھوڑا حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ آپ مجھے یہیں چھوڑ جائیں گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ

کیا تم اس بات سے رضی نہیں کہ میرے لیے اُسی منزلت پر جو میں
منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے بجز اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی
نہیں ہے۔

پنجم یہ کہ جناب سرور کائنات نے حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے بمقام غدیر خم
حدیث منزلت کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ
لما جمع النبی من مکة عام حجة الوداع ووصل الى هذا المقام

(غدیر خم) قال علی منی کھارون من موسیٰ (یعنی) جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے بعد مکے سے واپس ہوئے اور بمقام
غدیر خم پہنچے تو ارشاد کیا کہ علی میرے لیے اُسی منزلت پر ہیں
جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

ششم یہ کہ جناب رسول خدا نے بیوت مسجد کی خصوصیت میں اپنی فیات
ابرکات کو حضرت موسیٰ سے اور حضرت علیؑ کو حضرت ہارون سے تشبیہی ہے
چنانچہ درنثور سیوطی میں ابورافع سے مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان الله امر موسى و

له حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ فیہ تشبیہ مبہم بتبیہ بقولہ الا
انہ لابی بعدی فعرف ان الاتصال المذكور بينهما ليس من جهة النبوة بل من جهة مادتهما
وهو الخلافة اور کفایت الطالب محمد بن یوسف اللکھنوی الشافعی میں ہے کہ وقال الحاكم
كان هارون افضل امته موسى فوجب ان يكون علي افضل امته محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہارون ان یتبوا القومہما بیوتا وامرہما ان لایبیت فی مسجدہما جنب لا یقربوا فید النساء الا ہارون ذریتہ ولا یحل لاحد ان یقرب النساء فی مسجدی ہذا ولا یبیت فیہر جنب لا علی و ذریتہ (یعنی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا موسیٰ اور ہارون کو کہ اپنی قوم کے لیے مکانات بنوادین نیزیہ حکم دیا کہ ان کی مسجد میں سوا ان کے اور ان کی ذریت کے اور کوئی جنب شخص نہ رہے نہ عورتوں سے قربت کرے۔ پس اسی طرح میری اس مسجد میں بھی سوا میرے اور علیؑ اور علیؑ کی ذریت کے نہ کسی کو بحالت جنابت نہ ہنادرست ہے نہ عورتوں سے قریب ہونا۔

اور جذب القلوب الی دیار المحبوب محدث دہلوی مین ہے کہ آنحضرت بمنبر رفت و حمد و ثنائے مولیٰ گفت و گفت حق سبحانہ و تعالیٰ وحی فرستاد بر موسیٰ علیہ السلام کہ مسجد سے بنا کن موصوف بصفہ طہارت و ساکن نشود کہے و دروے جز تو و ہارون و پسران ہارون شبر و شبیر و محبین وحی کر دبر من کہ مسجد سے سازم طاہر کہ ساکن نشود و دروے جز من و علی و پسران او حسن و حسین (یعنی) آنحضرت بمنبر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے مولیٰ کے بعد فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے وحی بھیجی حضرت موسیٰ پر کہ

ایک مسجد موصوفت بصفات طہارت بنا کر وادعین سوامی کے

اور ہارون اور پسران ہارون شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے اور
اسی طرح وحی بھی بھیجی کہ ایک مسجد ظاہر بنا کر وادعین سوامی کے
اور علی اور پسران علی حسن و حسین کے اور کوئی نہ رہے۔

ہفتم یہ کہ حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارون کا پورا ثبوت پا کر بعض صحابہ
نے استغناء حدیث موصوفت کی تحقیق فرمائی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ

عن سعید بن المسیب عن عامر بن سعد بن ابی وقاص

عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلہ ہارون

من موسیٰ الا انہ لا بنی بعدی قال سعید فاحببت ان

اشافہ بہا سعدا فلقت سعدا فحدثتہ بما حدثنی

بہ عامر فقال انا سمعتہ قلت انت سمعتہ قال

فوضع اصبعیہ علی اذنیہ فقال والا فاستکانا۔

(یعنی) سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ عامر

بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ کی زبان سے روایت کیا کہ

جناب رسول خدا نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے لیے اُسی

منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے

لہٰذا یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے لیکن جناب شاہ عبد الغفری صاحب دہلوی

نے تحفہ اثنا عشر مرابر حدیث کو صحیح سے روایت فرما کر عزت نقل فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بحال

بیرا کہ میرے بعد نبی امین ہے یہ سترین کے چاہا ہوا
 سعد سے مل کر بالمشافہہ اس حدیث کی تصدیق کروں چنانچہ میں نے
 سعد سے مل کر دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے
 اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا ہے میں نے مکرر پوچھا کہ کیا
 تم نے واقعی سنا ہے سعد نے اپنے کانوں پر انگلیاں رکھ کر کہا کہ بلاشبہ
 میں نے سنا ہے ورنہ یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

مستم یہ کہ ارومی بنت الحارث نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیکہ اطلاق
 کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ تاریخ ابوالفداء اور تاریخ ابن شحہ میں ہے کہ

دخلت عليه (ای معاویہ بن ابی سفیان) اروی

بنت الحارث بن عبد المطلب فقال لها مرحبا بك
 يا خالة كيف حالك فقالت بخير يا ابن اختي لقد
 كفرت النعمة واسأت لابن عمك الصعبة وتسميت
 بغير اسمك واخذت غير حقل وكنا اهل بيت اعظم الناس
 في هذا الدين بلاء حتى قبض الله نبيه مشكورا سعيه
 مرفوعا منزله فوثبت علينا بعده بنو تيم وعدى
 وامية فابتزونا حقنا ووليتم علينا فكنافكم بمنزلة
 بنی اسرائیل فی ال فرعون وکان علی بن ابیطالب

بعد نیتنا صلاہ علیہ وسلم بذاتہا

(یعنی) اروی بنت حارث پیغمبر خدا کی چھانچا دہن کا گزر معاویہ کی طرف
 ہوا جو اس وقت حاکم تھے تو انھیں دیکھ کر معاویہ نے کہا کہ اے خالہ
 آپ کا کیا حال ہے انھوں نے فرمایا کہ اے بھانجے اچھی ہون
 بیشک تو نے کفران نعمت کیا اور اپنے ابن عم کے ساتھ بُرے
 سلوک سے پیش آیا اور تو نے اپنا وہ نام رکھا جس کے قابل
 نہ تھا اور جو تیرا حق نہ تھا اسکو تو نے ہم سے چھین لیا اور ہم لمبیت
 رسالت اس دین میں ابتلاء عظیم الناس رہے حتی کہ رسول اللہ
 نے وفات پائی (جنکی سعی مشکور اور منزلت رفیع تھی) پس آنحضرت
 کے بعد بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمارا
 حق اڑالے گئے اور بالآخر تم لوگ حکمران بن گئے حالانکہ ہم تم لوگوں
 میں ایسے تھے جیسے بنی اسرائیل قوم فرعون میں اور بعد بنی
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیٰ بمنزلہ ہارون کے تھے
 موسیٰ سے۔

نہم یہ کہ جناب سیدہ فاطمہ نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارون کا اطلاق
 کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہو چنانچہ سنی المطالب شمس الدین جزری صاحب
 حسن چین میں ہے کہ

عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي عنها

قالت انسيتم قول رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم

عذیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم

انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ (یعنی) حضرت فاطمہ

بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ نہرایا

انہوں نے اے قوم آیاتم بھول گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروئے

عذیر خم یہ فرمانا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آنحضرت کا

یہ ارشاد کہ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ

دہم یہ کہ غرض بعض طرق حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت

بعد نبوی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے کتاب الخصال

کی ایک حدیث میں عمر بن عبیدون سے روایت کیا ہے کہ

فقال (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اما ترضی ان تكون منی بمنزلہ

ہارون من موسیٰ ثم قال انت خلیفتی یعنی فی کل موطن

(یعنی) رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ آیاتم رضا مند نہیں ہو

کہ میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے

ہارون تھے پھر ارشاد کیا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنی میرے بعد کل

مومنین میں میرے خلیفہ ہو۔

یاد دہم یہ کہ حسب فادہ بعض علمائے کرام بھی حدیث منزلت سے علیؑ کی عموم

منزلت ہارونیہ اور خلافت متصلہ کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ

شرح مشکوٰۃ میں بسلسلہ شرح حدیث موصوف فرماتے ہیں کہ

۱۴۰ فیہ ایماء الی انزلوکان بعدہ نبی لکان علیا (یعنی) حدیث
 انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ میں یہ اشارہ ہے کہ اگر
 جناب رسول خدا کے بعد کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔

غرض کہ ان تمام شواہد بتیہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے
 حضرت علیؑ کی منزلت ہارونؑ کے لیے دعا فرمائی اور حضرت علیؑ کو جناب رسول
 مقبول کے ساتھ بالعموم وہی منزلت حاصل تھی جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے
 ساتھ حاصل تھی نیز حضرت علیؑ کا تبلیغ میں ہی طرح جناب سالتاب کے شرابک و سہم تھے
 جس طرح حضرت ہارونؑ کا تبلیغ میں حضرت موسیٰؑ کے شرابک و سہم تھے یہی وجہ ہے
 کہ تبلیغ آیات سورہ براءت کا شرف حضرت علیؑ ہی کو ملا اور جناب سالتاب نے
 فرمایا کہ میری جانب سے تبلیغ رسالت سوا میرے اور علیؑ کے کوئی نہیں کر سکتا
 چنانچہ خصائص نسائی میں حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ۔

قال رسول الله صلعم لایودی عنی الا انا وعلی (یعنی) فرمایا
 رسول مقبول نے کہ میری جانب سے کار تبلیغ کو سوا میرے اور
 علیؑ کے کوئی ادا نہیں کر سکتا۔

نیز جامع ترمذی اور مسند احمد حنبل میں حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ

قال رسول الله صلعم لایودی عنی الا انا وعلی (یعنی) فرمایا
 سرور کائنات نے کہ کار تبلیغ کو میری جانب سے سوا میرے یا علیؑ
 کے کوئی ادا نہیں کر سکتا۔

پس جبکہ رسول کی جانب سے چند آیات قرآنیہ کی تبلیغ علی کے سوا کوئی شخص
 ادا نہ کر سکا تو تمامی آیات و احکام قرآنیہ کی تبلیغ ادا کرنے کا خدا واد منصب
 سوا علی کے کسکو ہو سکتا ہے جس کے حق میں سرور کائنات نے علی مع القرآن
 مع علی ارشاد کیا اور جسکو خدا نے ازل ہی سے اپنے رسول کی مدد اور نصرت
 کے لیے مخصوص و معین فرمایا جیسا کہ اکثر احادیث میں وارد ہوا ہے مثلاً انفسہ
 و ریشوہ سیوطی میں ہے کہ۔

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لما عرج بي رأيت علي ساق العرش مكتوباً لا اله الا الله محمد
 رسول الله ايدت علي (يعني) انس بن مالك سے
 مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالتآب نے جب مجھ کو معراج ہوئی
 تو میں نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ لا اله الا الله محمد
 رسول الله ايدت علي (یعنی) سوا خدا کے کوئی معبود نہیں ہے
 محمد اس کا رسول ہے۔ خدا نے اپنے رسول کی مدد علی سے
 فرمائی۔

اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اُسري
 الى السماء دخلت الجنة فرأيت في ساق العرش

لہ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت محمد سلمہ سے روایت کیا ہے۔

عن ابی الحمراء قال قال رسول الله صلعم لما اسرى بي
الى السماء اذا على العرش مكتوب لا اله الا الله
محمد رسول الله ايد تر بعلي (يعني) ابواحمراء سے مروی ہے
کہ فرمایا جنابِ سالت آب نے جب شب معراج میں مجھے آسمانوں
کی سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا
لا اله الا الله محمد رسول الله ايد تر بعلي (يعني) نہیں ہے

لہ کشف الطنون میں ہے کہ شفا فی تعریف حقوق لمصطفیٰ للامام الحافظ ابی الفضل
عیاض بن موسی القاضی وهو کنا عظیم کثیر الفائدة لم یولف مثله فی الاسلام شکر اللہ
سبحانہ وتعالیٰ سعی مولفہ اور وفیات الایمان ابن خلکان میں ہے کہ القاضی ابوالفضل بن
موسیٰ کان امام وقتہ فی الحدیث وعلومہ ووصف التصانیف المفیدۃ۔

کوئی مبدود سوا خدا کے۔ محمد رسول اس کا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کی مدد علی سے کی۔

نہ ہے شان مکان حید و اوج در و بامش کہ بر عرش خدایے لم یزل مکتوب شد بامش
تعالیٰ اللہ کیا عالی منزلت ہو وہ صبی بنی جس کے نام کو علی اعلیٰ عرش برین پر
اپنے حبیب کے نام سے ہمدوش فرما کر اسکی ذات بابرکات کو آیہ مباہلہ میں نفس بنی
قرار دے اور کیا گرامی مرتبت ہے وہ خدا کا ولی جسکو سرار انبیاء علیہ التحیۃ و التنا
”علیٰ نفسی“ کا تمغہ دے کر اسکے حق میں یہ عافرمائے کہ اللہم ادر الحق حیث ادر
(یعنی) خداوند پھیرے حق کو علی کے ساتھ جس طرف علی پھرے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جناب سالتما بنے اس فقرہ دعائیہ میں نہیں فرمایا
کہ خدایا پھیرے علی کو حق کے ساتھ جس طرف حق پھرے بلکہ یہ فرمایا کہ خدایا پھیر دے
حق کو علی کے ساتھ جس طرف علی پھرے یعنی خود حق علی کا تابع ہے اور یہ حدیث
حضرت علی کے معصوم ہونے کی تین دلیل ہے کیونکہ خدا کا رسول کسی جائز اخطا شخص کے
لیے ہرگز یہ نہ فرمائے گا کہ حق اسکا تابع رہے بلکہ انھیں حضرات کے باب میں ایشاد
کرے گا جن کی معصومیت کا اعلان من جانب اللہ نہ لے آئیے انما یرید اللہ

لہ حاکم نے مستدرک میں بتدریج روایت کی ہے کہ قال جابر انفسا رسول اللہ و ابناؤنا الحسن
والحسین و نسائنا فاطمہ (یعنی) آیہ مذکورہ میں انفسا سے رسول خدا و علی مرتضیٰ مراد ہیں اور ابناؤنا سے
حسن و حسین اور نسائنا سے فاطمہ مراد ہیں صلوة اللہ علیہم جمعین لہ خصائص نسائی لہ اس حدیث کو حاکم نے
مستدرک میں روایت کر کے کہا ہے کہ ہذا حدیث صحیحہ علی شرط الشیخین نیز تہذیب جامعی و ترمذی و دیگر

لیدھب عنہم الرحمہ اہل لبیت و بیہر کم تطہیرا نازل فرمایا لیا چنانچہ
 احمد بن حنبل و تفسیر ابن جریر معجم کبیر طبرانی من ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ
 نزلت هذه الآية في خمسة النبي صلعم و علی و فاطمة و
 حسین و فاطمة عنہم (یعنی) یہ آیہ تطہیر پنج بزرگان دین
 جناب رسول خدا اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سلام اللہ علیہم کی
 شان میں نازل ہوا ہے۔
 اور تفسیر فتح القدیر شوکانی من ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ
 ان اہل لبیت المذکورین فی الآية هم علیؑ فاطمة والحسن
 والحسین خاصة (یعنی) آیہ تطہیر میں جن المہدیت کا ذکر ہے وہ مختصہ
 علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔
 اور صواعق محرقہ میں بروایت ابن جریر مروی ہے کہ
 قال رسول اللہ صلعم انزلت هذه الآية في خمسة في و فی
 علیؑ والحسن والحسين و فاطمة (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلعم نے
 کہ آیہ تطہیر پنج شخصوں یعنی میری اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہؑ کی
 شان میں نازل ہوا ہے۔
 کمال فہوس ہے کہ باوجود ان احادیث صحیحہ کے جو صریحاً اس بات پر ہیں
 کہ آیہ تطہیر میں المہدیت سے مختصہ جناب رسول خدا و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مراد
 ہیں اور آیہ موصوفہ انھیں حضرات کی شان میں نازل ہوا ہے ہمارے

برادران اسلامی کا ایک گروہ اس ضد پر اوجھار لھائے ہوئے ہے کہ آیہ تطہیر بنی
 سے ازواج نبی مراد ہیں اور آیہ مذکورہ کا نزول انھیں کے حق میں ہوا۔
 مجھے اس موقع پر اپنے بھائیوں سے مناظرہ منظور نہیں ہے البتہ بعض
 امور کے متعلق حسب صراحت فیل استفادہ کرنا چاہتا ہوں۔
 (امراؤں) اللہ تعالیٰ نے اہلبیت کو جس لمبیدی سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا
 اس سے ظاہری نجاست مراد ہو یا باطنی اگر ظاہری نجاست مراد ہو تو ایسی نجاست
 کو ہر معمولی شخص صابون لگا کر دھو سکتا ہو معاذ اللہ ارادہ ایزدی کو اس کا فاعل قرار
 دینا صرف حماقت ہی نہیں بلکہ گناہ عظیم ہو اور اگر اس لمبیدی سے باطنی نجاست
 یعنی معصیت مراد ہو جس کو خدا نے اہلبیت سے دور کرنے کا ارادہ فرمایا تو اہلبیت کے
 معصوم ہونے میں وہی شک کر سکتا ہو جو خدا کے کلام کو برحق نہ سمجھتا ہو۔
 پس دریافت طلب یہ امر ہو کہ جو بزرگوار لفظ اہلبیت کا اطلاق ازواج نبی
 کر کے آیہ تطہیر کا نزول انھیں کی شان میں بیان کرتے ہیں آیا ازواج نبی کو معصوم
 بھی سمجھتے ہیں یا نہیں۔
 (امردوم) جامع ترمذی و مستدرک حاکم میں حضرت ام سلمہ سے مروی ہو کہ
 قالت فی بیعتی نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم النجس
 اهل البیت ویطہرکم تطہیرا و فی البیت فاطمہ علی الحسن
 والحسین فجللہم رسول اللہ صلعم بکساء کان علیہ شمر
 لہ نفسہ مضامی میں ہے کہ واستقامۃ الحسن والحسین

۱۲۱ قال اللهم هؤلاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم
 تطهيرا (یعنی) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ آیہ انما یرید اللہ (الآیہ)
 میرے گھر میں نازل ہوا اور وہاں فاطمہ و علی و حسن و حسین بھی
 موجود تھے پس جناب رسالتؐ نے ان کو اپنی چادر میں لے لیا
 بعد ازاں فرمایا کہ خداوندایہ میرے اہلبیت ہیں ان سے پلیدی کو
 دور فرما اور ان کو ایسا طاہر کر دے جو حق طہارت ہے۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی میں بروایت خطیب ابو سعید خدری مروی ہے کہ
 نزلت انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اھل بیت

ویطہرکم تطہیرا فی بیت امرئۃ فدعا النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم علیا و فاطمہ و حسنا و حسینا فجللہم بکساء ثم

قال اللهم هؤلاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم

تطهيرا قالت امرئۃ وانا معهم یا نبی اللہ قال انت علی

مکانک وانت اخی خیر (یعنی) آیہ تطہیر ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوا

تو جناب رسول خدا نے علیؑ اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو داخل کیا فرما کر

کہا کہ خداوندایہ میرے اہلبیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کر دے

اور ان کو پاک کر دے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے حضرت ام سلمہ

نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوں

آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور تمہارا انجام بخیر ہے۔

اور بحکم کبیر طبرانی و مسند احمد و ترمذی کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

قالت امر سلمة فرفعت الكساء كما دخل معهم فخذ به من يدي

(یعنی) ام سلمہ کستی ہن کہ میں نے چادر اٹھا کر چاہا کہ میں بھی اُن کے ساتھ

شامل ہوں تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ابن مردودہ کی ایک حدیث میں ہے کہ

قلت يا رسول الله الست من اهلا لبیت قال انك من

ازواج النبی و انك الى خیر (یعنی) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب

رسول اللہ نے علی و فاطمہ و حسین کو کسایں داخل فرمایا تو میں نے

کہا یا رسول اللہ کیا میں المہبت سے نہیں ہوں۔ آنحضرت نے

ارشاد کیا کہ تو ازواج بنی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیہ موصوفہ جناب سالتما ہے علی و فاطمہ

و حسن و حسین ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کر کے فرمایا کہ اللهم هؤلاء اہلبیتی فاذا

عنہم الرجس و طہوہم تطہیرا اور ازواج بنی میں سے کسی ایک کو بھی داخل کسا

کیا نہ ان کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتیٰ کہ حضرت ام سلمہ کی زوجہ است

پر بھی اُن کو علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت

نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب

انہوں نے کہا کہ کیا میں المہبت سے نہیں ہوں تو آنحضرت نے جواب دیا کہ

تم ازواج بنی سے ہو۔

(امرسوم) تفسیر معالم التنزل وغیرہ میں ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوا تو ازواج
نبی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم میں کوئی امر خیر نہیں ہے جس کا
ذکر قرآن میں ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات
والقنیتین والقننات والصدقین والصدقات والصبرین
والصبرات والخشعین والخشعات المتصدقین والمتصدقات
والصائمین والصائمات والحافظین فروجہم والحافظات
والذاکرین اللہ کثیر الذکرات اعد اللہ لہم معفرۃ
واجراً عظیماً

نیز تفسیر بیضاوی میں ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ
ذکر اللہ الرجال فی القرآن بخیر فما فینا خیر تذکرہ فنزلت
ان المسلمین المسلمات (الآیہ) یعنی ازواج نبی نے رسول مقبول سے
کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن میں مردوں ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا
ہم میں کوئی امر خیر نہیں ہے جو ہمارا ذکر قرآن میں ہو تب یہ آیت
ان المسلمین والمسلمات نازل ہوئی۔

پس اگر آیہ تطہیر ازواج نبی کی شان میں نازل ہوا تھا تو انھوں نے رسول اللہ سے
انہی جو تعلقہ کا شکہ کیا کہ ان کا اور ان کی شکایت پر آیہ تطہیر کے عوض میں

اور ہم بسیر طبرانی و مسند احمد و بیہقی حدیث میں یہ الفاظ پائے کہ

قالت امر سلمة فرفعت الكساء ولا دخل معهم فخذ به من يدي

(یعنی) ام سلمہ کستی ہن کہ میں نے چادر اٹھا کر چاہا کہ میں بھی اُن کے ساتھ

شامل ہوں تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ابن مردودہ کی ایک حدیث میں ہے کہ

قلت يا رسول الله الست من اهل البيت قال انك من

ازواج النبی و انك الى خير (یعنی) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب

رسول اللہ نے علی و فاطمہ و حسین کو کسایں داخل فرمایا تو میں نے

کہا یا رسول اللہ کیا میں المہبت سے نہیں ہوں۔ آنحضرت نے

ارشاد کیا کہ تو ازواج بنی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیہ موصوفہ جناب سالمتاً نے علی و فاطمہ

و حسن و حسین ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کر کے فرمایا کہ اللہم هؤلاء اہلبیتی فاذا

عنہم الرجس و طہروہم نظہیرا اور ازواج بنی میں سے کسی ایک کو بھی داخل کسا

کیا نہ ان کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتیٰ کہ حضرت ام سلمہ کی درجہ ست

پر بھی اُن کو علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت

نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب

انہوں نے کہا کہ کیا میں المہبت سے نہیں ہوں تو آنحضرت نے جواب دیا کہ

تم ازواج بنی سے ہو۔

(امرسوم) تفسیر معالم التنزل وغیرہ میں ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوا تو انہوں نے
بنی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم میں کوئی امر خیر نہیں ہے جس کا
ذکر قرآن میں ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات
والقنیتین والقنیتات والصدقین والصدقات والصبرین
والصبرات والخشعین والخشعات المتصدقین والمتصدقات
والصائمین والصائمات والحافظین فروجہم والحافظات
والذاکرین اللہ کثیرا والذکرات اعد اللہ لہم معفرة
واجرا عظیما

نیز تفسیر رضیاء میں ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ
ذکر اللہ الرجال فی القلن بخیر فما فینا خیر نذکر بہ فنزلت
ان المسلمین المسلمات (الآیہ) یعنی ازواج بنی نے رسول مقبول سے
کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن میں مردوں ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا
ہم میں کوئی امر خیر نہیں ہے جو ہمارا ذکر قرآن میں ہو تب یہ آیت
ان المسلمین والمسلمات نازل ہوئی۔

پس اگر آیہ تطہیر ازواج بنی کی شان میں نازل ہوا تھا تو انہوں نے رسول اللہ سے
انہی کو تعلق کا شک کہہ کر کہا اور ان کی شکایت پر آیہ تطہیر کے عوض میں

ایک دوسری آیت کیون نازل ہوئی۔

(امر چہارم) جامع ترمذی و مسند احمد خلیل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلعم میری باب فاطمہ مستہ اشہراذا خرج

لصلوة الفجر یقول الصلوة یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذہب

عنکم الرجس اھل البیت و یطھروکم تطھیرا (یعنی بعد نزول آیہ تطہیر)

چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کے لیے جا

نکلتے تو خانہ جناب سیدہ کی جانب گزرتے ہوئے فرماتے کہ الصلوة

یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت و

یطھروکم تطھیرا (یعنی نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق

اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے پلیدی کو دور کر کے

تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہو کہ جناب سالتاب نزول آیہ تطہیر کے بعد براہ چھ مہینے تک بوقت

صبح صرف درخانہ جناب فاطمہ کی جانب گزرتے ہوئے آیہ انما یرید اللہ

لیذہب عنکم الرجس اھل البیت و یطھروکم تطھیرا کے ساتھ نہا فرماتے رہے

اور جن نزوح نبی کے حق میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے ان میں سے

کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجا کر آنحضرت نے اعلانا

آیہ موصوفہ کی ندانہ فرمائی۔

(امپریم) جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتؐ نے نصارائے ہی
 بخران سے فرمایا کہ جس باب میں تم ہمارا کہنا نہیں مانتے آؤ ہم تم (اپنے اپنے
 اہلبیت کو ساتھ لے کر) جھوٹوں پر لعنت یعنی دعاے بد کریں چنانچہ صحیح مسلم
 و مشکوٰۃ بلکہ جمع کتب تفسیر و حدیث میں سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ
 لما نزلت هذه الآية قل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم

ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم (الایہ) دعا رسول اللہ

صلعم علیا وفاطمہ و حسنًا و حسینًا فقال اللهم هؤلاء اہلبیتی

(یعنی) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندوں اور نساء

اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا میں جھوٹوں کے لیے بد دعا کریں تو

جناب رسالتؐ آب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر

مباہلے کے لیے تشریف لے گئے اور درگاہ خدا میں عرض کی کہ

۳۷

خداوند ایہ میرے اہلبیت ہیں۔

پس کون سی وجہ ہو کہ جس طرح نزول آیہ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خداؐ نے

صرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو داخل کسافر ارشاد کیا کہ خداوند ایہ میرے

اہلبیت ہیں اسی طرح مباہلے کے موقع پر بھی ان حضرات کو ساتھ لے جا کر ارشاد

کیا کہ خداوند ایہ میرے اہلبیت ہیں اور جن ازواج بنی پرہیزگارے و در اہلبیت

کا اطلاق فرماتے ہیں اور جن کی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے ہیں

ان میں سے کسی ایک کو بھی مباہلے کے نازک موقع پر اپنے ساتھ لے جا کر یہ

ایک دوسری آیت کیون نازل ہوئی۔
 (امر چارم) جامع ترمذی و مسند احمد بن حنبل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ
 میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلیم میری باب فاطمة متہ اشہرا اذا خرج
 لصلوة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما یرید اللہ لیدھب
 عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا (یعنی بعد نزول آیہ تطہیر)
 چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کے لیے جا
 نکلتے تو خانہ جناب سیدہ کی جانب گزرتے ہوئے فرماتے کہ الصلوة
 یا اهل البیت انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت و
 یطہرکم تطہیرا (یعنی نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق
 اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے پلیدی کو دور کر کے
 تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہو کہ جناب سالتاب نزول آیہ تطہیر کے بعد برابر چھ مہینے تک بوقت
 صبح صرف درخانہ جناب فاطمہ کی جانب گزرتے ہوئے آیہ انما یرید اللہ
 لیدھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا کے ساتھ نہ فرماتے رہے
 اور جن نزوح نبی کے حق میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے ان میں سے
 کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجا کر آنحضرت نے اعلاناً
 آیہ موصوفہ کی ندانہ فرمائی۔

(آخر ترجمہ) جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتؐ نے نصارائے بنی
 بخران سے فرمایا کہ جس باب میں تم ہمارا کہنا نہیں مانتے آؤ ہم تم (اپنے اپنے
 اہلبیت کو ساتھ لے کر) جھوٹوں پر لعنت یعنی دعائے بدکرین چنانچہ صحیح مسلم
 و مشکوٰۃ بلکہ جمیع کتب تفسیر و حدیث میں سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ
 لما نزلت هذه الآية قل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم

ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم (الایہ) دعا رسول اللہ

صلعم علیا وفاطمہ وحسینا فقال اللهم هؤلاء اہلبیتی

(یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندوں اور نساء

اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا میں جھوٹوں کے لیے بددعا کریں تو

جناب رسالتؐ آب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر

مباہلہ کے لیے تشریف لے گئے اور درگاہ خدا میں عرض کی کہ

۳۷

خداوند ایہ میرے اہلبیت ہیں۔

پس کون سی وجہ ہو کہ جس طرح نزول آیہ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خداؐ نے

حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ و حق ہی کو داخل کسافر مارا ارشاد کیا کہ خداوند ایہ میرے

اہلبیت ہیں اسی طرح مباہلہ کے موقع پر بھی ان حضرات کو ساتھ لے جا کر ارشاد

کیا کہ خداوند ایہ میرے اہلبیت ہیں اور جن ازواج بنی پرہیزگارے و سربلغت

کا اطلاق فرماتے ہیں اور جن کی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے ہیں

ان میں سے کسی ایک کو بھی مباہلہ کے نازک موقع پر اپنے ساتھ لے جا کر یہ

اعلان نہ فرمایا کہ خداوندایہ میرے اہلبیت ہیں۔

۱۱۔ ششم مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و مسند ابویعلیٰ و معجم کبیر طبرانی
میں حضرت علی سے مروی ہے کہ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النجوم امان

لاهل السماء اذا ذهب النجوم ذهبوا واهل بيتي امان

لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي ذهب اهل الارض

یعنی فرمایا جناب رسول مقبول نے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے

امان ہیں جب ستارے جلتے رہیں گے تو اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے

اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب میرے

اہلبیت نہ رہیں گے تو اہل زمین بھی نہ رہیں گے۔

پس دریافت طلب امر ہو گا اگر اہلبیت سے ازواج بنی مراد ہیں تو ان کے باقی نہ رہنے پر

اہل زمین کیوں باقی رہے یعنی لازم تھا کہ جب ازواج بنی مراد ہیں سے کوئی باقی نہ جاتا

تو اہل زمین بھی باقی نہ رہتے بخلاف اسکے حشیشہ پیکو فی جناب مخبر صادق اہلبیت رسالت کا سلسلہ

قیامت تک منقطع نہیں ہو سکتا چنانچہ مسند احمد حنبل میں عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الدنيا ولا تنقضي حتى

يملاک رجل من اهل بيتي (یعنی جناب رسالت آب نے

فرمایا کہ دنیا ختم اور منقضي نہ ہوگی تا اینکه مالک زمین ہو جائے

ایک مرد میرے اہلبیت سے۔

۳۹ نیز سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم
 لیبعث اللہ رجلاً من اہلبیتی (یعنی) فرمایا رسول مقبول نے
 کہ اگر نہ باقی رہ جائے دنیا سے مگر صرف ایک دن تحقیق مبعوث
 فرمائے گا اللہ تعالیٰ ایک مرد کو میرے اہلبیت سے۔

(امر ہفتم) جن ازواج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیدیا تھا
 کیا بعد طلاق بھی وہ زمرہ اہلبیت میں داخل ہیں اور آیہ تطہیر کا اثر طہارت
 ان میں باقی رہا یا بعد طلاق ان کا نام فہرست اہلبیت سے خارج ہو گیا اور
 آیہ تطہیر کا اثر طہارت بھی ان سے نازل ہو گیا۔

(امر ہشتم) احادیث رسول و اقوال صحابہ سے بلا اختلاف ثابت ہے کہ
 اہلبیت پر صدقہ حرام تھا مثلاً معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل لکراہل لبیت من الصدقات

شیئاً (یعنی) اے اہلبیت تمہارے لئے صدقات میں سے

۳۹

کوئی شے حلال نہیں ہے۔

اور سند احمد حنبل میں ابن ابی لیلے سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان الصدقة لا تحل لنا ولاہلبیتی

(یعنی) آگاہ ہو کہ میرے اور میرے اہلبیت کے لیے صدقہ

حلال نہیں ہے۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا ازواج بنی پر صدقہ حرام تھا یا
 حلال اگر حرام تھا تو اس کا کیا ثبوت ہے اور اگر حلال تھا تو ان کو اہلبیت
 قرار دینا چہ معنی دارو۔

(امرم) سابقا تفسیر در منثور سیوطی اور جذبہ قلوب محدث ہلوی کے
 حوالوں سے ذکر کر چکا ہوں کہ سوانح بنی پاک کے صحابہ ازواج بنی میں سے
 کسی کو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی میں جانے کی اجازت نہ تھی۔

پس جبکہ ہمارے دوست آیہ تطہیر میں اہلبیت کا ازواج بنی مراد لیتے ہیں
 اور آیہ تطہیر کا نزول خین کی شان میں بیان کرتے ہیں تو کیا وجہ ہو کہ ازواج
 بنی تو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی میں نہ جانے پائیں اور علی و فاطمہ
 و حسن و حسین جو نہ اہلبیت کے صحیح مصداق سمجھے جائیں نہ انکی شان میں آیہ تطہیر کا
 نازل ہونا مسلم مانا جائے وہ بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی میں دھڑے کے
 ساتھ داخل ہونے کے اہل قرار دیے جائیں۔

(امروہم) صدہا احادیث سے ثابت ہے کہ جناب سالتاب نے کھلے
 الفاظ میں علی و فاطمہ و حسن و حسین پر اہلبیت کا اطلاق فرمایا ہے مثلاً آیہ تطہیر و
 آیہ مباہلہ کے موقع نزول پر خین کی نسبت فرمایا کہ اللہ ھؤلاء اہلبیتی

لہ اس مضمون کی حدیثین اکثر محدثین نے روایت کی ہیں مثلاً ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ سے
 روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من
 النساء و کل جنب من الرجال الا علی محمد و علی اہلبیت علی فاطمہ و الحسن و الحسین

یایہ ارشاد کیا کہ اذہوا الی اہلبیتی علی وفاطمة والحسن والحسین یایہ فرمایا کہ
 لا احل لکم اهل البیت من الصدقات شیئاً نیز یہ کہ ان صدقہ کا
 محل لنا ولا اهل بیتی پس دریافت طلب یہ امر ہو کہ کیا جس طرح آنحضرت نے
 بحالت متعددہ علی وفاطمة حسن حسین پر کھلے الفاظ میں المہدیت کا اطلاق کیا
 اسی طرح کہیں اپنی ازواج پر بھی المہدیت کا اطلاق فرمایا ہو اور کیا اسوجہ سے
 مجتہدین متقدمین نے کتب حدیثیہ (مثلاً مشکوٰۃ وغیرہ) میں باب مناقب المہدیت لنبی
 اور باب مناقب ازواج النبی کو جدا جدا ترتیب دیا ہے۔

عمر الی

سابقاً بسلسلہ ذکر حدیث منزلت عرض کر چکا ہوں کہ جناب سول خدا نے جس
 موقع پر اللہ تعالیٰ سے حضرت علی کے لیے دعائے منزلت ہارونیا فرمائی ہو اس کا ذکر
 انشاء اللہ آئندہ ہو گا چنانچہ حسب وعدہ یہاں اس کا بیان کیا جاتا ہے۔
 تفسیر ابوسعحق ثعلبی و تفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری میں ابوذر غفاری
 سے مروی ہے کہ

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوة الظهر
 فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ
 الی السماء وقال اللہم استجدا فی سالت فی مسجد الرسول
 صلعم فما اعطانی احد شیئاً و علی علیہ السلام کان

لہ مستدرک حاکم وغیرہ۔

راکافاً وما الیه یخصل الیمنی وکان فیہا خاتمة فاقبل
السائل حقاً اخذ الخاتمة فراه النبی صلیہ وسلم فقال للہم انی منی
سالك فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی

۴۲۵

عقدة من لسانی یفقهوا قولی واجعل لی وزیراً من اہلی
ہارون بنی امتدد بہ ازری واشکرہ فی امری فانزلت قرأنا
ناطقاً سنشد عندک باحیک ونجعل لکما سلطانا اللهم
وانا محمد بنیاک وصفیاک فاشرح لی صدری ویسر لی امری
واجعل لی وزیراً من اہلی علیا امتدد بہ ازری قال ابو ذر
فواللہ ما اتم رسول اللہ هذه الکلمة حتی نزل جبریل
فقال یا محمد اقراء انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا
الذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوة وهم

راکون (یعنی) ابو ذر کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن جناب رسول خدا
کے ساتھ نماز ظہر پڑھی ناگمان ایک سائل نے مسجد نبوی میں
سوال کیا لیکن کسی نے اسکو کچھ نہ دیا پس سائل نے آسمان کی
جانب ہاتھ اٹھا کر کہا کہ خداوند اگواہ رہ میں نے مسجد رسول
میں دست سوال دراز کیا لیکن کسی نے مجھے کچھ نہ دیا
اسوقت علی بن ابیطالب رکوع میں تھے اپنی انگشت خنصر سے

۱۰۔ تفسیر دارک التذیل نسفی میں ہے والآیۃ تمل علی جواز الصدقة فی الصلوة

جس میں انکسٹری تھی سائل کی جانب اشارہ کیا اور سائل وہ انگوٹھی لے کر چلا گیا۔ جب یہ حال جناب رسالت مآب نے دیکھا تو بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ اتنی تجھ سے میرے بھائی موسیٰ نے سوال کیا تھا کہ میرے سینے کو کھول دے میرے کام کو آسان کر میری زبان کی لکنت کو دور کر دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں۔ اور میرے اہل سے میرے بھائی بارون کو میرا وزیر بنا اس سے میری ڈھارس کو مضبوط کر اور اُسکو میرے کام میں شریک فرما چنانچہ تو نے موسیٰ کی دعا قبول فرمائی۔ پروردگار میرے مین بھی تیرا بنی ہوں پس میرے سینے کو بھی وسیع کر دے میرے کام کو آسان فرما اور میرے اہل سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس سے میری ڈھارس کو مضبوط کر۔ ابو ذر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ نے یہ کلمات تمام ہی کیے تھے کہ جبریل امین آئے کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ (الآیہ) لیکر نازل ہوئے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بیشک تمہارا ولی خدا اور رسول اور وہ مومنین ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور بحالت رکوع زکوٰۃ دیتے ہیں (النتہا)

وضیح ہو کہ روایت مذکورہ جہاں یہ ظاہر کرتی ہے کہ جناب رسول خدا نے کس موقع پر حضرت علیؑ کی منزلت ہارونیہ کے لیے دعا فرمائی تھی وہاں یہ بھی ثابت کرتی ہے

لَا يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ وَلِلَّهِ خَدَائِي جَانِبَ عَلِيٍّ لِي دَلَالِيَّتُكَ كَمَا تَرَانِ هُوَ
 جس کا اعلان رسول مقبول نے بھی اپنی بیٹیمار حدیثوں میں فرمایا ہے مثلاً
 مسند ابوداؤد طیالسی میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ
 بَعْدِي (یعنی) فرمایا جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم
 میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔
 اور جامع ترمذی و خصائص نسائی و مسند ابن ابی شیبہ میں عمران بن
 حصین سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَهُوَ وَلِي
 كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي (یعنی) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ
 علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ بعد میرے ہر مومن کے
 ولی ہیں۔

اور مستدرک حاکم و دلائل النبوة بہیقی میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ
 بَعْدِي (یعنی) فرمایا جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم
 میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے ولی ہو۔

نوٹ

جو حضرات خواہ مخواہ ان حدیثوں میں ولی کے معنی دوست قرار دیتے ہیں

اُن سے میں صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا رسول مقبول کے ارشاد کا صحیح مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے دوست ہیں (اولہ میری زندگی میں ہر مومن و مومنہ کے دشمن) ماشاء اللہ۔ اس میں معنی و اس مقصد و اس مطلب دلکش + آں شرح ندارد کہ گفتار در آید۔

الغرض اگر نظر معان و ایمان دیکھا جائے تو احادیث متذکرہ بالا صریحاً اس بات پر نص ہیں کہ بعد رسولؐ ولایت حقہ کا منصب حضرت علیؑ کے لیے مختص کیا گیا خواہ ظاہر مبینوں کے نزدیک اسکا ظہور کسی وقت میں ہوا ہو چنانچہ حضرت عثمان کے بعد جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو (حسب روایت روضۃ الاحباب) جناب امیرؑ نے جو پہلا خطبہ رشا دیا اسکا ابتدائی فقرہ یہ ہے کہ الحمد لله على احسانه قد رجع الحق الى مكانه (یعنی احسان الہی کا شکر ہے کہ حق نے اپنے مستقر کی جانب رجوع کیا۔

میں اس موقع پر منصب ولایت کے متعلق دو مضمون بصیرت مشحون اولہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ تفسیر زاہدی و بحر موج علامہ ولت آبادی و مدارک التنزيل نسفی میں تحت تفسیر آیہ بنحو حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ

سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم مسائل فاجابني عنها قلت

يا رسول الله ما الوفاء قال التوحيد والشهادة ان لا اله

الا الله قلت وما الفساد قال الكفر والشرك بالله قلت

وما الحق قال الاسلام والقرآن والولاية اذا انتهت اليك

۴۱۴ (یعنی) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے چند مسائل فرمائے

دریافت کیے اور آنحضرتؐ نے مجھے اُن سوالات کے جواب دیے
چنانچہ میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ وفا کیا ہے فرمایا کہ
توحید اور اس بات کی گواہی کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں ہے
میں نے سوال کیا کہ فساد کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ کفر اور شرک کو
میں نے پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا کہ اسلام و قرآن حق ہے اور
ولایت حق ہے جسوقت کہ تم کو پہونچے۔

دوسرا یہ کہ جناب محمد مصطفیٰؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت حقہ کے
ساتھ حضرت علیؑ مرتضیٰ کی ولایت متصلہ کا اعلان ہدایت نشان منادی غیب
نے بھی باین الفاظ کیا ہے کہ

ناد علیاً مظهر العجائب تجدد عوناً لک فی النوائب
کل ہم و غم سینچلے نبوتک یا محمد بولایتک یا علی

اور واضح ہو کہ ناد علیاً کا قصہ ظنی نہیں ہے بلکہ یقینی ہے چنانچہ حضرت
شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں کہ۔

۱۔ بعض متکلمین متعصبین نے اس فقرے کے مفہوم میں بھی تعصب کے روئے اٹھائے ہیں اور
اسکے تاویلی معنی یہ بتاتے ہیں کہ "ولایت حق ہو تمہاری طرف منتہی ہونے تک" حالانکہ اگر یہ معنی مقصود ہوتے
تو فقرہ مذکورہ یوں ہوتا کہ "الولایۃ الی ان تنقہ الیک" اور جیکہ الی کا لفظ نہیں ہو بلکہ اذا کا لفظ ہے تو
صرحاً اس فقرے کے معنی یہی ہوئے کہ "اور ولایت حق ہے جسوقت کہ تم کو پہونچے"

۴۷۸ ومنقول است کہ درہین جنگ رضوان بمنقبت علی مرتضیٰ میخواند
 لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی الکرار و بمزید یقین
 قصہ ناد علیاً منظر العجائب ہم دین معرکہ واقع شدہ باشد (انتہی)

واضح ہو کہ میں نے یہاں تک جو کچھ لکھا وہ آیہ و انذر عشیرتک الاقربین
 کے فوائد تفسیریہ پر متفرع تھا جس کا نزول ابتدائے تبلیغ رسالت کے زمانے میں ہوا
 اور اب متوکلاً علی اللہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان
 لم تفعل فما بلغت رسالتہ کے مقاصد تفسیریہ عرض کرتا ہوں جو انتہائے
 تبلیغ کے موقع پر نازل ہوا۔

محمد عبد بن حمید و تفسیر ابن جریر و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ثعلبی و
 اسباب النزول و احادی و عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعلینی و فضائل الصحابہ
 ابن عساکر و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان مین ابو سعید
 خدری سے مروی ہے کہ

نزلت ہذا الایۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
 یومر عند یرخم فی علی بن ابیطالب (یعنی) آیہ یا ایہا الرسول
 بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر بروز غدیر خم
 علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوا۔

اور تفسیر غرائب القرآن و مشکاوتہ میں ہے کہ

ان هذه الآية نزلت في فضل علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
 يوم غد يرخم فاخذ رسول الله صلعم ببيده وقال من كنت
 مولا فعلي مولا (يعني) آية يا ايها الرسول بلغ ما انزل
 اليك من ربك علي بن ابي طالب کے فضل میں نازل ہوا اور جب
 نازل ہوا تو جناب رسالت مآب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
 کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

اور تفسیر درمثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان
 من عبد الله بن مسعود مروي هو کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میں آئے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل فما
 بلغت رسالتہ کو یوں پڑھتے تھے کہ

يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا
 مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (یعنی)
 اے رسول پہنچا دو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علیؑ کل
 مؤمنین کا مولیٰ ہے اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہنچایا تو گویا خدا
 کی رسالت ہی ادا نہ کی۔

ہمارے دوستوں کا یہ عجیب نصاب ہے کہ اگرچہ لفظ مولیٰ کے معنی علاوہ
 دوست اور غلام کے مالک۔ آقا۔ ناصر اور ولی امر بھی ہیں لیکن جن حدیثوں میں حضرت
 علیؑ کے متعلق مولا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کے معنی مختصہ دوست ہی بتاتے ہیں

چنانچہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی بھی یہ قرار دیتے ہیں کہ جس کا میں دوست ہوں اس کے علی دوست ہیں غنیمت یہ ہو کہ ہمارے دوست حدیث من کنت مولاہ میں مولا کے معنی دوست ہی بتاتے ہیں غلام نہیں بتاتے ورنہ ممکن تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی ضد پر بارگاہ رسالت کا ادب و احترام بھی بالائے طاق رکھ دیتے۔

یہی طرفہ تماشا ہو کہ بعض مکملین نے حدیث غدیر خم یعنی "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے ارشاد کا سبب اس روایت کو قرار دیا ہو کہ بریدہ نے یمن سے واپس آکر رسول اللہ کے حضور میں شکایت کی تھی کہ علیؑ نے مال خمس میں سے ایک لکھائی لی ہے اور پھر حضرت نے منھیں موم کر فرمایا کہ یا بریدہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ "رو فی حدیث البخاری) قال فی الجنس اکثر من ذلك یعنی بے بریدہ جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں اور ان کو مال خمس میں اس سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے۔

نیز بعض مناظرین حدیث موصوف کے ایراد کا سبب اس روایت کو بتاتے ہیں کہ اسامہ بن زیدؓ نے حضرت علیؑ سے کہا تھا کہ "لست مولاہی انما مولاہی رسول اللہ" یعنی تم میرے مولیٰ نہیں بلکہ میرے مولیٰ رسول اللہ ہیں پس اگر حضرت نے ارشاد کیا کہ جس کا میں علیؑ ہوں علیؑ بھی اس کے مولیٰ ہیں لیکن اولاً تو جبکہ بعض متکلمین حدیث موصوف کا اصل سبب روایت بریدہ کو قرار دیتے ہیں اور بعض مناظرین روایت اسامہ کو تو بھولے اذ ان تعارضاتسا فقط ان دون متضادا اور متعارض روایتوں میں سے ایک بھی خطبہ غدیر خم کا سبب قرار نہیں پاسکتی بلکہ صریحاً ثابت ہوتا ہے جس طرح رسول خدا نے حدیث علیؑ منی

خصائص للنسائی ۱۱۰ شرح جامع صغیر للمناوی و مرقاة شرح مشکوٰۃ للملائی قاری و نسیم
الربا بن شرح شفاء قاضی عیاض الخفاجی وغیرہ ۱۲

بمنزلة هارون من موسى كونهما متحد وموقع پر ارشاد کیا ہے اسی طرح بریدہ
 اور اسامہ کی زبان و دمازی پر ان کو بھی تمہیہ حدیث من کنت مولاه فعلی مولاہ
 کا سبق دیا جسکو خطبہ غدیر خم سے مطلقاً تعلق نہیں ہے۔
 ص ۵۰

مانیا بمخلہ ہر دور و ایات متذکرہ کے پہلی روایت میں رسول مقبول کا مخاطبہ
 صرف بریدہ سے ہوا اور دوسری روایت میں فقط اسامہ سے بخلاف اسکے
 خطبہ غدیر خم کا مخاطبہ یک جم غفیل و مجمع کثیر کے ساتھ ہو بدین تفاوت ہذا کیا سرتابہ کیا۔
 ثالثاً بڑے لطف کی بات یہ ہو کہ دونوں روایتوں میں علی کے معنی دوست نہیں
 ہو سکتے بلکہ مالک و متصرف فی الامر ہی ثابت ہوئے ہیں یعنی بریدہ کی اس جعلی کاکہ
 علی نے مال خمس میں سے ایک لونڈی لے لی ہو ہرگز یہ بے مکا جواب نہیں ہو سکتا
 کہ جس کا دوست میں ہوں اسکے دوست علی بھی ہیں بلکہ صحیح اور دندان شکن
 جواب یہی ہو سکتا ہو کہ جس کا مالک و متصرف فی الامر میں ہوں اسکے
 مالک و متصرف فی الامر علی بھی ہیں۔

نیز اسی طرح اسامہ بن زید کا حضرت علی کی مولائیت سے انکار کرنا اور یہ کہنا
 کہ علی میرے مولیٰ نہیں ہیں بلکہ میرے مولیٰ رسول اللہ ہیں صریحاً یہ کہنا ہے
 کہ علی میرے آقا نہیں ہیں بلکہ میرے آقا رسول اللہ ہیں و جنابے سالت آب کا
 اسکے جواب میں یہ ارشاد کرنا کہ من کنت مولاه فعلی مولاہ بدیہی طور پر یہ معنی
 ثابت کرتا ہو کہ جس کا آقا میں ہوں اسکے آقا علی بھی ہیں۔

اب بعون اللہ تعالیٰ میں ثبوت مزید کے طور پر چند ایسی دلائل ساطحہ

پیش کرتا ہوں جسے ناظرین پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ فقرہ من کت
 مولاہ میں مولا کا صحیح مفہوم کیا ہے۔

دلیل اول چونکہ جناب سالت آب نے حدیث مابہ لبحث میں ایسا لفظ
 استعمال نہیں فرمایا جو مختص معنی محبت ہو اور یہ ارشاد نہیں کیا کہ جس کا میں محب
 ہوں علی بھی اسکے محب ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جسکا میں مولا ہوں علی بھی اسکے
 مولا ہیں لہذا جن معانی میں جناب سالت آب ہر مومن اور مومنہ کے مولا تھے
 انہیں کل معانی میں حضرت علی بھی ہر مومن اور مومنہ کے مولا قرار پائے چنانچہ
 حضرت شاہ علی حسن صاحب جالسی فرماتے ہیں کہ

چرا در معنی من کنت مولا میری ہر سو علی مولا آن معنی کہ پیغمبر بود مولا
 پس اگر ہمارے دوست جناب سالت آب کو ہر مومن اور مومنہ کا مالک
 آقا ناصر ولی امر اور محبوب سمجھتے ہیں تو ان کو ماننا پڑے گا کہ حضرت علی بھی ہر
 مومن اور مومنہ کے مالک آقا ولی امر ناصر اور محبوب ہیں والا فلا
دلیل دوم اکثر حفاظ حدیث نے فرمایا ہے کہ حدیث من کت مولاہ فعلی
 مولاہ کثیر الطرق ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے مستصحیح و من مروی ہو کر
 حد تو اتر کو پہنچتی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر عسقلانی
 میں ہے کہ

هو کثیر الطرق جدا و کثیر من اسانیدھا صحاح و حسان
 (یعنی) یہ حدیث کثیر الطرق ہے اور اس کی اکثر اسناد صحیح و حسن ہیں

اور صواعق محرقہ میں ہے کہ
رواہ ثلاثون صحابيا (یعنی) حدیث موصوف کتیس صحابیوں
نے روایت کیا ہے۔

اور جمع ابجوامع سیوطی میں ہے کہ
حدیث متواتر (یعنی) یہ حدیث متواتر ہے اور مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری میں ہے کہ
ولعزل الحفظ عدہ متواترا (یعنی) بعض حفاظ حدیث نے
اس حدیث کو احادیث متواترہ میں شمار کیا ہے۔

اور سیف المسلول قاضی ثناء اللہ ربانی پتی میں ہے کہ
این حدیث بدرجہ صحت بلکہ بدرجہ تواتر سیدہ (یعنی) یہ حدیث
درجہ صحت بلکہ درجہ تواتر کو پہونچی ہے۔

اور سنی المطالب شمس الدین محمد جزری میں ہے کہ

صحیح من وجوہ کثیرة x وهو متواتر عن النبی صلعم رواہ
الجسد الغفیر من الصحابة (یعنی) یہ حدیث وجوہ کثیرہ کے رو سے
صحیح ہے اور صحابہ کی جماعت کثیرہ نے اس کو رسول اللہ سے
روایت کر کے درجہ تواتر کو پہونچایا ہے۔

پس جبکہ حسب افادہ علما کے کرام ثابت ہوا کہ حدیث من کنت مولاه
فعلی مولاه (حدیث کائنات و کائنات کی طرح) اخبار احاد سے نہیں ہوا بلکہ

بسنج و طرق کثیر صحابہ کے جم غفیر سے مروی ہو کر حد تو اتر کو پہونچ گئی ہو تو ظاہر
 ہو کہ کوئی حدیث بلا وجہ مشہور و متواتر نہیں ہوتی بلکہ حدیث کا اہم مقصد ہی
 اسکی شہرت و تواتر کا باعث ہوتا ہو لہذا جاے غور ہے کہ کیا حدیث من کنت
 مولاه فعلی مولاه کا مقصد اہم ہی ہو سکتا ہو کہ جس کا میں دوست ہوں
 اس کے علی بھی دوست ہیں اور کیا اسی مقصد و بے سود کی بنیاد پر اس حدیث کو
 جم غفیر صحابہ نے روایت کر کے حد تو اتر کو پہونچایا ہو لا واللہ بلکہ حدیث موصوف
 کا صحیح اور صاف مفہوم ہی ہو کہ جس کا مالک اور ولی امر میں ہوں اس کے
 مالک اور ولی امر علی بھی ہیں۔

دلیل سوم (جسکو خدا ساز و لیل کہنا چاہیے) یہ ہو کہ جناب سالت آب نے
 آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
 رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر غدیر خم میں حضرت علیؑ کو
 مولائے مومنین کا منصب کرامت فرمایا یعنی جب بذریعہ آیہ موصوف نہ یہ
 فرمان نیروی صادر ہوا کہ ”اے رسول اس حکم کو پہونچا دو جو تمہارے رب نے
 تم پر نازل کیا ہو اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا
 نہ کی“ تب جناب رسول خداؐ نے ہتمام بلوغ کے ساتھ لوگوں کو مجتمع کر کے ایک
 عظیم الشان خطبہ ارشاد کیا اور ان سے اپنے ولی تبصرف و مولے
 ہونے کا اقرار کرا کے یہ اعلان فرمایا کہ جس کا مولی میں ہوں اسکے مولی
 علی ہیں۔

پس جائے مائل ہو کہ جس امر اہم کی تبلیغ کے لیے خدائے عز و جل نے اپنے
جلیب سے تاکید کے ساتھ یہ ارشاد کرے کہ اگر تم نے اس امر کو نہ پہنچایا تو
گو یا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور جناب رسالت مآب اسکی تعمیل میں ایک
بلیغ خطبہ ارشاد کر کے یہ اعلان فرمائیں کہ "من كنت مولاه فعلي مولاه" تو کیا
اس اہم ترین اعلان کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ جس کا دوست میں ہوں اسکے
دوست علی ہیں۔ بخدا ہرگز نہیں۔ بلکہ صریحاً اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس کا
مالک اور ولی امر میں ہوں۔ اسکے مالک اور ولی امر علی ہیں (انتہی)۔
میں اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جمہوریت پسند صحابہ
آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
رسالت اللہ لعصا من الناس کا بمقام غدیر خم نازل ہونا تسلیم
نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ آیہ موصوفہ شروع زمانہ بعثت میں نازل
ہوا ہے اور خدا نے اس آیت کے آخر میں واللہ لعصا من الناس
اسی لیے فرمایا کہ آنحضرت یہود و نصاریٰ کے شر سے بیوقوف ہو کر امر تبلیغ
میں مشغول ہوں لیکن ہمارے اجاب کی یہ توجیہ کیا کہ حقیقت تا عنکبوت
سے بھی زیادہ مکرور ہے اس لیے کہ اقول لا تبرئنا کے روایات صحیحہ متذکرہ سال
ثابت ہے کہ آیہ موصوفہ کا نزول بمقام غدیر خم حضرت علیؑ کی شان میں
ہوا نیز عبداللہ بن مسعود کی روایت سے تو یہاں تک ثابت ہوتا ہے کہ

لہذا روایات واللہ لعصا من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہا نزلت فی السفر کما لا

رسول عبد رسول میں آیہ مذکورہ کو یوں پڑھتے تھے کہ (۵۵)

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علی
مولى المؤمنين (یعنی) اے رسول اپنے رب کے اس حکم کو
پہنچا دو کہ علی کل مؤمنین کا مولا ہے۔

مائیہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں مبعوث برسالت
ہوئے اور سورہ مائدہ جس میں آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک واقع
ہوئے میں نازل ہوا چنانچہ فتح القدیر شوکانی میں ضمیر بن حبیب اور
عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ

قال رسول الله صلعم المائدة من اخر القرآن
تنزیلاً (یعنی) جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ سورہ مائدہ
از روئے تنزیل آخر قرآن سے ہے۔

نیز تفسیر درغوث سیوطی میں بروایت مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم
حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

انها اخر سورة نزلت (یعنی) سورہ مائدہ از روئے تنزیل
قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر میں ہے کہ۔

والصحيح ان هذه الآية رياء ايها الرسول بلغ ما انزل
الیک) مدینہ بل ہی من اخر ما نزل بها (یعنی)

الحکم صحیح یہ ہے کہ آیہ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک"

۵۶

مدنی بلکہ قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

پس جبکہ سورہ مائدہ قرآن کی آخری سورت اور آیہ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک" قرآن کی آخری آیت ہے تو ہمارے اجاب کا یہ فرمانا کہ موصوفہ کا نزول ابتداء سے زمانہ بعثت میں ہوا قطعاً خلاف درایت اور مطلقاً کمال باہر ہے۔

مثلاً آیہ موصوفہ میں کلمہ واللہ یعصمک من الناس کے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ (اے رسول) خدام کو یہود و نصاریٰ کے شر سے محفوظ رکھے گا بلکہ صحیح معنی یہ ہیں کہ (اے رسول) خدام کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہو کہ خطبہ غدیر خم کے وقت حضرت علی کے مولائے منین ہونے کی آتش مخالفت لوگوں کے دلوں میں مشتعل ہو گئی تھی لیکن خواتین اپنے وعدے کے مطابق اپنے حبیب کو مخالفین کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھا چنانچہ علامہ محمد بن سالم الحنفی شافعی حاشیہ جامع صغیر سیوطی میں بسلسلہ ذکر حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه فرماتے ہیں کہ

۱۔ کتاب سلک الدرر فی اعیان القرآن الثانی عشرین ہے کہ محمد بن سالم بن احمد الشافعی لمصری الشہیر بالحنفی الشیخ العالم المحقق المدق العارف باللہ تعالیٰ قطب وقتہ x x ولد بحفۃ قرۃ من قرۃ مصر x x و اشتغل بالعلم من بہ من الفضلاء کمحمد بن عبد اللہ السجلاسی و عبد اللہ بن علی التمرسی و مصطفیٰ بن احمد الغزنوی و شمس محمد بن ابراہیم الزیادی الملقب بعبد الغفر و علی بن المصطفیٰ السیواسی الحنفی x x و الف التالیف النافعة۔ ص ۵۶

وَلَسَا سَمِعَ ذَلِكَ بَعْضُ الصَّعَابَةِ قَالَ أَمَا يَكْفِي رَسُولَ اللَّهِ
 ابْنُ نَاقٍ بِالشَّهَادَةِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ حَتَّى
 يَرْفَعَ عَلَيْنَا ابْنُ أَبِي طَالِبٍ فَهَلْ هَذَا مِنْ عِنْدِكَ أَمِنْ
 عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَنَّهُ مِنْ
 عِنْدِ اللَّهِ وَهُوَ دَلِيلٌ عَلَى عَظَمِ فَضْلِ عَلِيٍّ (بَعْنِي)
 خُطْبَةٌ مِنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ " كُؤْنُ كَرَبْعِ صَحَابَةٍ فِي
 جَنَابِ رِسَالَتِ آبِ سَے كَمَا كَیَا هَمْ لَوْ كُونُ كَا كَلْمَةُ شَهَادَتِ
 اَدَا كَرْنَا اَوْرِ صَلَوَةِ وَزَكَاةِ كَا پَابَسْتِ هُونَا كَانِي نَهِيْن هَے جَو
 اَبِ هَمْ پَرَا اَبُو طَالِبِ كَے بَٹے كُو بَلَنْدِی اَوْرِ فَضِيْلَتِ دِی جَاتِي هُو
 پَس آيَا هِے اَمْرِ تَحَارِی جَانِبِ سَے هَے یَا خُدا كِي جَانِبِ سَے
 رَسُوْلِ مَقْبُوْلِ نَے فَرَمَا یَا كَے وَاشْرَیْ اَمْرِ خُدا كِي جَانِبِ سَے هَے
 (عَلَامَةُ حَقْنِی فَرَمَاتَے هِيْن كَے) اَوْرِ یَے وَاقِعَ عَلَی كِي عَظِيْمِ فَضِيْلَتِ پَر
 دَالِ هَے۔

رَابِعًا آیَہ مَوْصُوفَہ مِیْنِ پَر وَر دِگَارِ عَالَمِ كَا اَپْنِے رَسُوْلِ سَے یَے فَرَمَانَا كَے اَكْرَمِ نَے
 اِسْ حَكْمِ كَوْنِہ پَہُو نِچَا پَا تُو كُو یَا خُدا كِي رِسَالَتِ هِی اَدَا نَہ كِی " صَافِ طَوْرِ پَر
 ظَاہِرِ كُرتَا هُو كَے رَسُوْلِ مَقْبُوْلِ تَبْلِیغِ رِسَالَتِ كَے كَامِ كُو تَقْرِیْبًا اِنْجَامِ دے چُكے تھے
 نِیْزِ یَہِی ثَابِتِ كُرتَا هُو كَے جِسْ حَكْمِ كَے پَہُو نِچَا نَے كَا خُدا نَے آیَہ مَوْصُوفَہ مِیْنِ حَكْمِ دِیَا وَہ
 اِیْسِی ہَمَّیْتِ رَکھتا تھَا جِسْ كَے پَہُو نِچَا یَے بَغِیرِ تَبْلِیغِ رِسَالَتِ نَا كَمِلِ تھِی (اَنْتِہی)

۵۸
 پس چارم مخفی نہ رہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ایک ایسے
 عظیم الشان و رہایت نشان خطبے کا جزو ہے جسکے مضامین عالیہ کو
 محدثین نے باسناد صحیحہ متعدد طرق سے روایت کیا ہے چنانچہ تاریخ ابن کثیر
 و مشقی مین براء بن عازب سے مروی ہے کہ

نزلنا مع رسول الله صلعم عند غدیر خم فبعث
 منادیا ینادی فلما اجتمعنا قال الست اولی بکم من
 ابناءکم قلنا بلی یا رسول الله قال الست الست قلنا
 بلی یا رسول الله قال من کنت مولاہ فان علیا بعدی
 مولاہ (یعنی) ہم لوگ رسول خدا کے ساتھ غدیر خم میں وارد
 ہوئے تو آنحضرتؐ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ لوگوں کو
 ندا کرے چنانچہ جب ہم سب مجتمع ہوئے تو آنحضرتؐ نے
 فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کے لیے تمہارے آبا سے اولی
 نہیں ہوں۔ ہم سب نے کہا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ
 ہمارے آبا سے اولیٰ ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے مکرر ارشاد کیا کہ
 کیا میں تمہارے لیے تمہارے آبا سے اولیٰ نہیں ہوں۔ ہم
 سب نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے لیے
 ہمارے آبا سے اولیٰ ہیں تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تحقیق
 جس کا میں مولا ہوں اس کا مولا میرے بعد علیؑ ہے۔

۵۹
 پس اس حدیث سے دو مفید باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت
 کا اپنی اولویت کا اقرار کر کے من کنت مولاه ارشاد کرنا واضح طور پر ثابت
 کرتا ہے کہ جس حیثیت سے آنحضرت نے اپنے مولا ہونے کا اظہار فرمایا ہے
 وہ معنی محبت نہیں ہے بلکہ بمعنی اولویت ہے۔ دوسری یہ کہ آنحضرت کا یہ
 فرمانا کہ جس کا میں مولا ہوں میرے بعد علیؑ اس کا مولا ہو یہ بے تکلف معنی نہیں
 ظاہر کرتا کہ جس کا میں دوست میں میرے بعد علیؑ اسکے دوست ہیں (اومیری
 زندگی میں اسکے دشمن ہیں) بلکہ صاف طور سے یہ معنی ثابت کرتا ہے کہ جس کا مالک
 اور آقا میں ہوں اسکے آقا اور مالک میرے بعد علیؑ ہیں۔

یہ صوفی محرقہ ابن حجر مکی میں بروایت طبرانی وغیرہ بسند صحیح مروی ہے کہ
 ان رسول الله صلعم خطب بعد يوم تحت شجرة است
 فقال ايها الناس انه قد بنا في اللطيف الخبير انه لم
 يعمر نبي الا نصف عمر الذي يليه من قبله واني لا ظن ان
 ادعى فاجيب واني مسئول وانكم مسهولون فماذا انتم
 قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت وجهدت ونصحت
 فجزاك الله خيرا فقال اليس تشهدون ان لا اله الا الله
 محمد عبده ورسوله وان الجنة حق وان نار
 حق وان الموت حق وان البعث حق لعبد الموت وان
 الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور

قالوا بلى نشهد بذلك قال اللهم اشهد ثم قال يا
ايها الناس ان الله مولاى وانا مولى المؤمنين وانا
اولى بهم من انفسهم فمن كنت مولا فها ذا مولا

۶۰
یعنی علیا (یعنی) جناب سول خدا نے بمقام غدیر خم درختون کے نیچے
خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ خداے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی
ہے کہ ہر بنی اپنے اپنے پہلے بنی کی نصفت عمر پاتا ہے چنانچہ
میں گمان کرتا ہوں کہ عنقریب بارگاہ ایزدی سے میری طلبی
ہوگی جسے میں قبول کروں گا (سنو) وہاں مجھ سے سوال کیا
جائے گا اور تم لوگوں سے بھی۔ پس تم کیا کہو گے۔ سب نے
کہا کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں اور دین گے کہ آپ نے حکام
الہی کو کما حقہ پہونچایا اور حق کو شش و نصیحت کو بخوبی
ادا فرمایا۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ اس بات کی
گواہی نہیں دیتے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ اس کا
بندہ اور رسول ہے۔ جنت اور نار حق ہیں۔ موت اور بعثت
بعد الموت حق ہے۔ قیامت کے آنے میں کچھ شبہ نہیں ہے
اور خدا ان سب کو جو قبور میں ہیں زندہ فرمائے گا۔ سب نے
کہا بیشک ہم ان تمام باتوں کا مسترار کرتے ہیں یسین کر

رسول مقبول نے فرمایا کہ بار الہا تو شاہد رہ پھر ارشاد کیا کہ
ایہا الناس اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں کل مومنین کا مولا
اور اُن کے لیے اُن کے نفوس سے اولی ہوں پس جس کا میں
مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔

اوخصائص نسائی میں بروایت ابو الطفیل زید بن رقم سے مروی ہے کہ
لما رجع البنی صلعم من حجة الوداع و نزل غدیر خم
امر بدوحات فقم من ثم قال کافی دعیت فاجبت و
افی تارک منیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللہ
وعترتی اہلبیتی فان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی
فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یتفقا حتی یردنا
علی الخوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن
ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فہذا
ولیہ فقلت اذید سمعته من رسول اللہ قال
من کان فی الدوحات احد الا راہ بعینہ وسمعہ
باذنیہ (وفی حدیث آخر) قال لا تشاک انا سمعته من
رسول اللہ صلعم وعن سعد قال کنا مع رسول اللہ صلعم
بطریق مکة فلما بلغ عند یرخم وقف للناس ثم رد من
تبعہ ولحقہ من تخلف فما اجتمع الناس الیہ قال

۶۲۴
 ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ مِنْ دُونِكُمْ مَا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ اخذ
 بيد علي فاقامه ثم قال من كان الله ورسوله وليه

۶۲۴

فخذ اوليه (یعنی) جب جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع

سے مراجعت کر کے مقام غدیر خم میں نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا
 کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرتؐ نے اُسپر
 رونق افروز ہو کر فرمایا کہ میں جناب باری میں بلایا گیا ہوں
 اور میں نے حکم الہی کو قبول کیا ہے۔ اب میں تم میں دو عظیم چیزیں
 چھوڑتا ہوں ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت اہلبیت
 اگر تم ان دونوں سے تمسک کرو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے
 پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں سے تمسک کرنے میں کس طرح
 عمل کرتے ہو اور یہ دونوں جب تک میرے پاس حوض کوثر پر
 وارد ہوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ پھر آنحضرتؐ نے
 ارشاد فرمایا کہ (سنو) میرا مولا اللہ تعالیٰ ہے اور میں کل مومنین کا
 ولی ہوں بعد ازاں حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ (دیکھو)
 جس کا ولی میں ہوں اس کے ولی علیؑ ہیں۔ ابو الطفیل کہتے
 ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث سُنی تو زید بن ارقم سے پوچھا
 کہ کیا تم نے اسکو رسول خدا سے سنا ہے۔ زید بن ارقم نے
 کہا کہ ایک میں کیا جتنے لوگ منبر کے گرد مجتمع تھے ان سب نے

۶۱۷
 آنحضرتؐ کو یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ۶۱۷
 نیز دوسری روایت میں ہے کہ زید نے کہا تم شک نہ کرو
 میں نے اسکو رسول اللہؐ سے سنا ہے اور سعد بن ابی وقاص
 سے روایت کی گئی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ ہجرت
 جب آنحضرتؐ غدیر خم میں پہنچے تو آپؐ نے لوگوں کو توقف کا
 حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے نکل گئے تھے واپس آئے اور جو پیچھے
 رہ گئے تھے وہ پہنچ گئے اور جب سب لوگ مجتمع ہوئے
 تو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ فرما کر ارشاد کیا کہ ایہا انسا
 تمہارا ولی کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا
 رسول۔ یہ سنکر جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے حضرت علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا کہ اللہ اور اسکا رسول جسکا
 ولی ہے علیؑ اس کا ولی ہے۔

پس حسب مضمون احادیث مذکورہ جناب رسالتؐ آپ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خم میں پہنچ کر
 توقف کرنا پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار فرمانا جو لوگ آگے نکل گئے تھے
 ان کو لوٹا کر منبر تیار کرانا اور اس منبر پر رونق افروز ہو کر اولاً اپنے قریب فات
 کی خبر دینا بعد ازاں بحیثیت ختم تبلیغ حضار جلسہ سے توحید و رسالتؐ میں
 وبعث بعد الموت و ثواب و عقاب کے حق ہونے کا اقرار کر کے یہ فرمانا کہ

۷
 میں تمہاری ہدایت کے لیے تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں قرآن اور اپنی
 عمرت اہلبیت جو قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اگر تم میرے
 بعد ان دونوں سے تمسک کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے پس دیکھو کہ ان دونوں سے
 تمسک کرنے میں تم لوگ میری نصیحت پر کس طرح عمل کرتے ہو اس کے بعد حضرت کا
 حاضرین سے اپنے اولی تبصرے و مولائے مومنین ہونے کی شہادت لینا اور
 حضرت علیؑ کو سب کے سامنے بلند فرما کر یہ ارشاد کرنا کہ "ایہا الناس جس کا مولا
 میں ہوں اس کا مولا علیؑ ہے" ہرگز ان معانی کا مصداق نہیں ہو سکتا
 کہ جس کا دوست میں ہوں اس کے دوست علیؑ ہیں بلکہ قطعیت کے ساتھ
 یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جس کا آقا اور ولی امر میں ہوں اس کے آقا اور ولی
 علیؑ ہیں۔

دلیل پچہم - حدیث مسبق الذکر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب
 ابو الطفیل نے خطبہ غدیر خم اور حدیث من کنت مولاً فعلی مولاً کا حال
 سنا تو اسکی عظمت پر نظر کر کے زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا
 فرماتے ہوئے سنا ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ تم اس میں ذرا ابھی شک نہ کرو
 ایک میں کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے سب نے آنحضرتؐ کو یہ ارشاد کرتے
 ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حدیث
 "من کنت مولاً فعلی مولاً" کا صحیح مفہوم یہی ہوتا کہ جس کا دوست میں ہوں
 اس کے دوست علیؑ ہیں تو یہ ایک ایسی معمولی بات تھی جس پر ابو الطفیل

مستوث ہوتے اور اسکو تحقیق طلب خیال نہ کرتے لیکن ابن کا زید بن رقم سے مل کر
 بنظر استجاب و استعظام اسکی تفتیش کرنا اور زید کا یہ کہنا کہ تم اس میں شک
 نہ کرو ایک میں کیا جمیع حضار جلسہ نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے
 سرائحہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جسکا
 آقا اور ولی امر میں ہوں اس کے آقا اور ولی امر علی ہیں۔

دلیل ششم حسب روایات صحیحہ ثابت ہے کہ جب بمقام غدیر خم
 جناب رسالت مآب نے خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد کیا تو
 اسکے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے نزول اجلال فرما کر اکیال دین کا
 مژدہ سنایا چنانچہ حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی بن ابی سعید
 خدری سے روایت کی ہے کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے واپس
 دعا للناس الی علی فی غدیر خم و امر آتے ہوئے بروز پنجشنبہ غدیر خم میں پہونچ کر
 بملحت الشجرۃ من الشوک فقمم لوگوں کو ولایت مرتضوی کی طرف دعوت
 وذلک فی یوم الخمیس فدعا علیا فرمائی اور حکم دیا کہ دختون کے نیچے سے
 فاخلذ بضعیہ فرفعہما حتی نظر الناس کانٹے وغیرہ صاف کیے جائیں بعد ازاں

لہ و فیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ حافظ ابو نعیم احمد بن حافظ عبد اللہ بن احمد
 بن سحر بن موسی بن مہران الاصبہانی حافظ المشہور صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء کان من
 اعلام المحدثین و اکابر الحفاظ الثقات و اخذوا عنه و انتفعوا بہ الخ۔

بیاض البی رسول اللہ ثم لم یفترقوا حتی نزلت هذه الآية
 اليوم املت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
 و رضیت لکم الاسلام دینا فقال رسول اللہ اکبر
 علی اکمال الدین و اتمام النعمة و رضی الرب برسالتی
 و بالولاية علی من بعدی۔

حاضرین جلسہ کے روبرو حضرت علیؑ کے
 دونوں بازو پکڑ کر انھیں اس قدر بلند کیا کہ
 لوگوں نے رسول خدا کی نفلوں کی صباحت
 مشاہدہ کی پس لوگ ابھی متفرق نہوے
 تھے کہ آیہ الیوم املت لکم دینکم و
 اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
 نازل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اکمال دین
 اور اتمام نعمت پر تکبیر کہی نیز اس امر پر کہ
 خداے عز و جہ انکی رسالت اور انکے بعد
 علی کی ولایت سے رضی ہوا۔

اور مناقب ابن المغازی میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ

من صام ثمانیۃ عشرة من
 ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین
 شہرا و هو یوم غدیر خم لما اخذ البنی
 صلے اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابیطالب
 فقال الست اولی بالمومنین من الفہم

جس نے اٹھارہویں ذی الحجہ کو روزہ رکھا
 اسکے لیے دو مہینوں کے روزے کا ثواب
 لکھا گیا اور وہ دن غدیر خم کا ہے جبکہ سوکھا
 نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر یہ ارشاد کیا کہ
 کیا میں مومنین کے لیے انکے نفوس سے اولی

۱۔ کتاب نساب معانی میں ہے کہ ابو الحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازی من اہل
 واسط العراق کان فاضلا عارفا برجالات واسط و حدیثم و کان حرصیا علی سماع الحدیث طلبہ

فَالْوَابِلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
 مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ
 فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ
 لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ
 عَلَيْهِمْ رَغْمَتِي وَرَضِيَّتِي
 لَكُمْ إِلَّا سَلَامًا دِينًا -
 رَضِيَّتِي لَكُمْ إِلَّا سَلَامًا دِينًا -

اور تاریخ ابن واہع یعقوبی میں ہے کہ

وَقَدْ قِيلَ إِنَّهُ أَخْرَجَ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْيَوْمَ
 أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ
 رَغْمَتِي وَرَضِيَّتِي لَكُمْ إِلَّا سَلَامًا دِينًا
 وَهِيَ الرَّوَايَةُ الصَّحِيحَةُ الثَّابِتَةُ الْهَيَّةُ
 وَكَانَ نَزُولُهَا فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ رَحْمَةِ
 خَدِيرِ خَمٍّ مِينَ -

پس جبکہ بر بنائے روایات صحیحہ و افادات حفاظ حدیث مستفاد ہوا کہ خطبہ
 "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ" کے بعد ہی آیہ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نے
 ۱۵ مولوی شبلی صاحب نعمانی الفاروق میں لکھتے ہیں کہ ابن واہع تیسری صدی کا مورخ اور
 بڑے پایہ کا مصنف ہے، چونکہ دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اس لیے تاریخ کا اچھا ستر
 بہم پہنچا سکا اس کی تاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہو یورپ میں بمقام لیڈن چھاپی گئی۔

مردہ المال دین تمام نعمت پہونچایا اور رسول کریم نے اپنی رسالت کے ساتھ
 علی کی ولایت کو خوشنودی خدایے علیہم قرار دی تو صریحی اور بدیہی ضد ہے
 "من كنت مولاه فعلي مولاه" کے یہی معنی ثابت ہوئے کہ جسکے آقا اور ولی
 مرزبنی باصفا ہیں اسکے آقا اور ولی امر علی مرتضایں ہیں۔ ص ۶۸

مجھے اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین
 ولایت مرتضوی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز غدیر خم تسلیم نہیں
 کرتے اور کہتے ہیں کہ آیہ موصوفہ بروز عرفہ حجة الوداع نازل ہوا لیکن اولاً تو
 ان کا یہ قول بر بنائے روایت مسلم نہیں ہو سکتا جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب
 واضح ہو گا ثانیاً اگر محض بر بنائے روایت تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جا
 تو اس سے ان روایات کو کچھ گزند نہیں پہونچتا جو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا
 نزول بروز غدیر خم ثابت کرتی ہیں اس لیے کہ جن آیات کی شان نزول میں
 اختلافی روایتیں وارد ہوئی ہیں علمائے تفسیر نے ان کا مکرر نازل ہونا تسلیم
 کیا ہو چنانچہ کتاب لا تقان سیوطی میں ہے کہ

صرح جماعة من المتقدمين والمتأخرين بان من القرآن

مانكور نزوله (یعنی) مفسرین متقدمین و متأخرین کی ایک جماعت

نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ قرآن کی آیتوں میں سے

ایسی آیتیں بھی ہیں جو دوبارہ نازل ہوئی ہیں۔

اور جبکہ علمائے مفسرین نے اکثر آیات قرآنیہ کے تکرر نزول کا اعتراف کیا ہو

تو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مکرر نازل ہونا بھی مستبعد نہیں ہو سکتا چنانچہ
علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں فرماتے ہیں۔

فان روايت حبشون احتملت ان الاية نزلت مرتين

مرة بعرفة ومرة يوم الغدير كما نزلت لبسم الله

الرحمن الرحيم مرتين مرة بمكة ومرة بالمدینة

(یعنی) روایت حبشون اس احتمال پر مبنی ہے کہ آیہ الیوم

اکملت لکم دینکم دو بار نازل ہوا ایک بار بروز عرفہ اور

ایک بار بروز غدیر خم جس طرح لبسم الله الرحمن الرحيم کا نزول

دو بار ہوا ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں (انتہی) ص ۶۶

اب میں اس قول ارجح کی تائید میں کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم

بروز غدیر خم نازل ہوا یہ دیکھلانا چاہتا ہوں کہ قول مذکور صرف برنبائے رسول

ہی مسلم نہیں بلکہ درایت بھی مستند ہے اور اس میں شک نہیں کہ کسی واقعے

کے متعلق کوئی صحیح الاسناد سے زیادہ صحیح الاسناد روایت بھی اگر خلافت

درایت ہو تو قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ مثلاً صحیح بخاری صحیح مسلم کی حدیث

میں ہے کہ جناب رسالت مآب کو قبل نبوت معراج ہوئی تو اگرچہ باعتبار

اسناد یہ حدیث صحیح ہو لیکن باعتبار درایت مطلقاً غلط مانی جاتی ہے

اس لیے کہ معراج کا واقعہ بالاتفاق بعد نبوت ہوا چنانچہ محدث نووی شرح

صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

۴۵
 قولہ و ذلك قبل ان یوحى الیہ وهو غلط فان الاسماء
 اقل ما قبل فیہ اندکان بعد مبعث بخمسین و عشر شهرا
 (یعنی) نبوت سے پہلے معراج ہونے کی حدیث بالکل غلط ہے
 اس لیے کہ تحقیق زمانہ بعثت سے کم از کم پندرہ مہینے کے بعد
 آنحضرت کو معراج ہوئی ہے۔

پس چونکہ درایت کو من وجہ الاستقرار و وایت پر تقدم ہوا لہذا بوجہ
 مصرحہ ذیل ہی قول مسلم ہوگا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر خم
 نازل ہوا۔

اولاً یہ کہ سورہ مائدہ بزمانہ حجة الوداع مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نازل
 ہوا چنانچہ تفسیر کبیر ابن جریر میں ربیع بن انس سے اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر
 فتح القدیر شوکانی میں محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ۔

نزلت سورة المائدة على رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع

فيما بين مكة والمدینة (یعنی) سورہ مائدہ جناب سول خدا پر
 زمانہ حجة الوداع میں مابین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور چونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اسی سورہ کی ایک آیت ہے
 لہذا ماننا پڑے گا کہ آیہ مذکورہ کا نزول بھی بمقام عرفات نہیں ہوا بلکہ بمقام غدیر خم
 ہوا اس لیے کہ جبل عرفات کا پتہ کسی محدث و مورخ نے مابین مکہ و مدینہ بیان
 نہیں کیا بخلاف اسکے غدیر خم کو جمیع محدثین و مورخین نے بالاتفاق مابین

مکہ و مدینہ بتایا ہو مثلاً معجم البلدان یا قوت حموی میں ہے کہ ^{۲۷} ~~۲۸~~
 وغدیر خمر بین مکہ والمدینۃ (یعنی) غدیر خم ما بین مکہ و مدینہ
 واقع ہے۔

۷۱

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ
 قام رسول اللہ صلی علیہ وسلم ما فینا خطیباً بقاء یدعی خُماً
 بین مکہ والمدینۃ (یعنی) ایک دن جناب رسول خدا
 خطبہ پڑھنے کو بمقام غدیر خم کھڑے ہوئے جو ما بین مکہ و مدینہ
 واقع ہے۔

ثانیاً جبکہ بر بنائے روایات صحیحہ یہ ثابت ہے کہ بروز غدیر خم آیہ
 یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر جناب رسالت مآب نے
 ایک ایسا جامع البیان خطبہ ارشاد فرمایا جو تبلیغی اتمام حجت میں عرفی کے
 خطبے سے بالاتر ہے اور جس میں آنحضرت نے تکمیل تبلیغ کی حیثیت سے
 اپنے قریب فات کی خبر دے کر توحید و رسالت و قیامت و ثواب و عقاب کا
 لوگوں سے اقرار کرایا اور ارشاد کیا کہ میں تمہاری ہدایت کو تم میں دو پیغمبرین
 چھوڑتا ہوں قرآن و راہی عمرت الہییت اگر تم ان دونوں سے تمسک
 کرتے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے بعد ازاں حاضرین نے اپنے اولی تبصروں و
 مولائے مومنین ہونے کی گواہی لے کر حضرت علی کو بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا
 مولائین ہوں اسکا مولا علی ہے تو اب کوئی متوسط الفہم شخص بھی یہ تسلیم

ہیں کر سکتا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول اس واقعے سے پہلے
ہوا ہو اس لیے کہ بعد نزول آیہ موصوفہ اس آیت کا نازل ہونا محال ہے کہ
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل

فما بلغت رسالتہ (یعنی) اے رسول اس حکم کو
پہنچا دو جو تمہاری جانب نازل کیا گیا ہے اور اگر تم نے اسکو
نہ پہنچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی۔ ص ۲۷

پس صریحاً ثابت ہوا کہ جناب رسول مقبول نے آیہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک کی تعمیل میں بمقام غدیر خم جو خطبہ ارشاد کیا اسکے
بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول ہوا اور اس سے پہلے نازل ہونے کی
روایت مطلقاً خلافِ روایت ہے۔

دلیل ہفتم یہ ہے کہ خطبہ غدیر خم کے متعلق جو روایتیں وارد ہوئی ہیں ان سب میں
یوم غدیر خم کے الفاظ ہیں اور اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ لفظ یوم کا
کسی مقام کے نام سے مضاف ہونا واقعے کی خبر دیتا ہے مثلاً یوم بدر و یوم
احد و یوم حنین کے معنی یہ ہوئے کہ بروز واقعہ بدر و بروز واقعہ احد و بروز
واقعہ حنین پس علیٰ ہذا القیاس یوم غدیر خم کا مفہوم بھی یہی ہوا کہ بروز واقعہ
غدیر خم اور چونکہ واقعہ غدیر خم مختصہ خطبہ من کنت مولاً فعلی مولاً
سے تعلق رکھتا ہے لہذا حدیث موصوفہ میں لفظ مولا پر آقا اور ولی امر ہیں کے
معنی صادق آتے ہیں دوست کے خانہ ساز معنی بہرگز واقعے کے اہمیت

ظاہر نہیں کرتے۔

لیکن یہ سب جیکہ احادیث متذکرۃ الصدق سے ظاہر ہو کہ جناب رسول خدا
خطبہ غدیر خم میں **وَلَا آيَةَ النَّبِيِّ** اولی بالمؤمنین من انفسہم کو اپنے
اولی تبصرت ہونے پر متدل فرما کر لوگوں سے باین الفاظ شہادت لی ہو
کہ **السُّلْمُ تَعْلَمُونَ اِنِّي اُولٰٓئِی بِالْمُؤْمِنِينَ** بعد ازان فوزاً یہ ارشاد
کیا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یعنی جسکا مولا میں ہوں اسکے
مولا علی ہیں) تو صراحتہ اس حدیث میں مولا کے معنی اولی تبصرت ثابت
ہوتے ہیں۔

دلیل ثلثم یہ ہے کہ خود حضرت علی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ
کو اپنے اولی تبصرت ہونے پر حجت قرار دے کر اس سے احتجاج فرمایا ہے
چنانچہ مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں زید بن ارقم و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

استشهد علی الناس فقال انشد الله رجلاً سمع
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولاہ
فعلی مولاہ فقام ستم عشر رجلاً فشهدوا (یعنی)
حضرت علی نے لوگوں کو قسم دلا کر فرمایا کہ تم میں سے جس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ
فرماتے ہوئے سنا وہ گواہی دے چنانچہ سولہ آدمیوں نے
گواہی دی کہ انھوں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی ہے

پس (بعد وفات جناب رسول خدا) حضرت علی کا خطبہ غدیر خم کو اپنے حق میں
 احتجاجاً پیش کر کے اصحاب رسول کو قسم دلانا کہ "تم میں سے جس نے بتا کہ
 غدیر خم آنحضرت کی زبان مبارک سے حدیث من کنت مولاه فاعلی
 مولاه سنا ہو وہ گواہی دے قطعاً مولا کے معنی ابولی تہذیب ثابت
 کرتا ہے۔

دلیل دہم یہ ہے کہ بعد وفات جناب سرور کائنات حضرت فاطمہ
 سلام اللہ علیہا نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علی کے ولی امر خلافت ہونے پر
 استدلال کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ شمس الدین محمد بن سیری
 صاحب جہن حیدین نے کتاب السنی المطالبین بسلسلہ ذکر حدیث عن علیہ
 حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے یوں روایت کیا ہے کہ

عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و
 رضى عنها قالت اني سئمت قول رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يوم غدیر خم من كنت مولاه فعلى مولاه
 وقوله صلى الله عليه وسلم انت منى بمنزلة هارون
 من موسى (یعنی) حضرت فاطمہ نے لوگوں سے فرمایا کہ کیا
 تم رسول اللہ کا قول من کنت مولاه فعلى مولاه بھول گئے
 جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں ارشاد کیا
 تھا اور جناب رسول مقبول کا یہ قول بھی فراموش

۵۹ کر گئے کہ علی مجہ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں موسیٰ سے۔

پس بعد وفات سرور کائنات جناب سیدہ کالوگون سے بطور احتجاج یہ فرمایا کہ یا تم رسول اللہ کے قول میں کنت مولاه فعلی مولاه کو بھول گئے جسے آنحضرتؐ نے بروز غدیر خم ارشاد کیا تھا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حدیث میں کنت مولاه فعلی مولاه میں لفظ مولای کے معنی آقا و ولی امر خلافت ہیں۔

دلیل یا نہ دہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست حق پرست سے حضرت علیؑ کے سر مبارک پر عمامہ باندھا چنانچہ اکثر کتب صحیحہ میں اس کے شواہد موجود ہیں از الجملہ ریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ مولفہ محب الدین طبری میں ہے کہ

عن عبد الاعلیٰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیاً یوم غدیر خم فعممه وارضی عذبن من خلفہ

(یعنی) عبد الاعلیٰ سے مروی ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے کی جانب لٹکایا۔

اور مسند ابوداؤد و طیالسی میں ہے کہ

لہ کشف الظنون میں ہے کہ ریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ محب الدین احمد بن عبد اللہ بن

محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی ۳۲۰ھ

عن علی قال عمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم

غدیر خم بجماعتہ فسدلھا خلفی (یعنی) حضرت علی سے مروی

ہے کہ جناب رسالت آب نے بروز غدیر خم میرے سر پر

عمامہ باندھا اور پلو کو پشت کی طرف لٹکا دیا۔

۷۹

اور مسند ابن ابی شیبہ و دلائل النبوة بہیقی میں ہے کہ

عن علی قال عمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یوم غدیر خم بجماعتہ فسدل طرفھا علی منکبی

حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بروز غدیر خم میرے سر پر عمامہ باندھا اور عمامے کے دو ٹون

کنارے دوش کی جانب ڈال دیے۔

پس کیا میں اپنے دوستوں سے دریافت کر سکتا ہوں کہ جناب رسالت نے

بروز غدیر خم خطبہ من کنت مولاه فعلی مولاہ کی تقریب میں رسم دستار بندی

کس حیثیت سے ادا فرمائی تھی۔ کیا اسی حیثیت سے کہ جسکے دوست آنحضرت

ہیں اسکے دوست علی ہیں اور کیا اب بھی آفتاب پر خاک ڈالنے والے

حضرات تسلیم نہ کریں گے کہ تقریب غدیر خم کی رسم دستار بندی خاصۃً ولیعہد

خلافت کی حیثیت سے ادا فرمائی گئی تھی۔ خدا ہمارے دوستوں کو جمیت

جاہلیت سے بچائے اور توفیق تدبیر عطا فرمائے۔

دلیل دوازہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم بعد خطبہ من کنت مولاه فعلی مولاہ

صحاب انزل رسول نے حضرت علی کو مولاے مومنین ہونے کی مبارکباد دی
 چنانچہ مسند احمد حنبلی و مشکوٰۃ و دیگر کتب معتبرہ میں مروی ہے کہ
 فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ هُنِيَا لَكَ يَا ابْنَ ابْنِ حَطَابٍ
 أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ یعنی بعد
 خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت عمر بن الخطاب
 نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ اے ابوطالب کے بیٹے تم کو
 مبارک ہو کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہو گے۔

۷۷

نیز کتاب معارج الجنۃ میں ہے کہ
 بیشتر اصحاب حتیٰ کہ اہمات المومنین امیر المومنین علیؑ را تہنیت
 بجا آور دند (یعنی) بروز غدیر خم اکثر اصحاب حتیٰ کہ
 اہمات المومنین نے حضرت علیؑ کو مولاے مومنین ہونے کی
 مبارکباد دی۔

پس بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اصحاب رسولؐ بالخصوص
 جناب عمر بن الخطابؓ کا حضرت علیؑ کی خدمت میں مولاے مومنین ہونے کی
 مبارکباد پیش کرنا اور یہ فرمانا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گے ہرگز
 یہ بے تکلف معنی ظاہر نہیں کرتا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے دوست ہو گے
 بلکہ صریحاً آقا اور ولی امر کے معنی ثابت کرتا ہے۔

دلیل سیرۃ دہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم حسان بن ثابت شاعر بنوی نے

حضرت علی کے مولائے مومنین ہونے کی تہنیت میں قصیدہ پڑھا جو کہ
تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی در سالہ ازہار علامہ شیوطی سے
ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

مر ۷۱

ینادیہم یوم غدیر نبیہم نجم فاسمع بالرسول منادیا

نما فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم پس عقد قابل ہماعت ہوئے حضرت کی ندا

وقال فمن مولیٰ کم وولیکم فقالوا ولم یبدواہناک النعامیا

در آنجا لیکہ آنحضرت نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ تمہارا ولی اور مولا کون ہے

الھلک مولانا وانت ولینا و مالک منا فی الولاۃ عاصیا

چنانچہ سب نے (جو ناواقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا

اور آپ ہمارے ولی ہیں و ہم میں سے کوئی شخص باب لایت آپکا نہ فرما سکتا رہا نہیں ہے

فقال لہ قم یا علی فانتی رضیتک من بعدی اماما وھا یا

پس آنحضرت نے فرمایا اے علی اٹھو کہ میں نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

۱۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الخفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزلی

سبط الحافظ ابن الجوزی x ولد سنہ ۵۸۰ بغداد و تفقہ و برع و سمع من جدہ ابن الجوزی و کان

فی سفرہ حبلیا + فصار خفیا و کان عالما فقیہا و اعظما + اور تاریخ ابن الورذی میں ہے کہ

شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی و اعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص

الامہ فی ذکر مناقب الامم۔

۲۔ کشف الظنون میں ہے الا زہار فیما عقدہ الشعراء من الاثار سالۃ للجلال الدین سیوطی

۹۹ من كنت مولا فهذا وليه ۷۹ فكونوا له الصغار صدق مواليا
 پھر فرمایا کہ جس کا میں نے لاہون علی اسکا مولی ہو لہذا تم سب کو لازم ہو کہ علی کے سچے بھائی اور فرما بھائی
 فقال رسول الله صلعم يا حسان لا تزال مؤيدا برج القدر (یعنی) رسول مقبول
 نے ان کو شہادہ کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید رہے۔
 پس حضرت علی کے مولائے مومنین ہونے کی تہنیت میں حسان بن ثابت کی قصیدہ
 غوانی اور آئین حضرت علی کی خلافت متصلہ کا اظہار اس بات کا بین ثبوت
 ہے کہ حدیث من كنت مولا فعلي مولاہ میں لفظ مولا کے معنی پوچھ
 خلافت ہیں۔

دلیل چہارم یہ ہے کہ حضرات صوفیائے کرام نے بھی حدیث غدیر کو حضرت
 علی کے آقا اور ولی امر خلافت ہونے پر مستدل فرمایا ہے چنانچہ حضرت شیخ
 فرید الدین عطار شذوی منظر حق میں فرماتے ہیں۔

چون خدا گفت است در خم غدیر
 ایہا الناس این بود الہام او
 گفت رو کن با خلائق این ندا
 ہر حق گفت است من خود آن کنم
 چونکہ جبریل آمدہ بر من بگفت
 این چنین گفت است قہار جہان
 مرضی والی درین ملک من است

یا رسول اللہ آیات منیر
 زان کہ اند حق آمدہ پیغام او
 نیست این دم خود رسولم بر شما
 بر شما اسرار حق است انکم
 من گویم با شما را نہ نہفت
 حق و قیوم و خدای غیب دان
 ہر کہ این سر را نداندا وزن است

میں اپنے پروردگار کا شکر و سپاس بجا لاتا ہوں جس نے مجھے ذکر علی کی توفیق
 کرامت فرمائی جو بھو اے حدیث ذکر علی عبادۃ عبادت الہی کا مصداق ہے
 اور ایسی ارحم الراحمین سے دعا کرتا ہوں کہ محکو علی کی زیارت کا ثروت بھی عطا
 فرمائے کہ وہ بھی حسب مضمون حدیث النظر الی علی عبادۃ خدا ہے غرض جل کی
 عبادت قرار دی گئی ہے۔

۸۰

خاتمہ الکتاب

واضح ہو کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ
 میرے بعد اس امت کے لیے بارہ خلیفہ ہونگے چنانچہ معجم کبیر طبرانی میں عبد اللہ
 بن مسعود سے مروی ہے۔

قال رسول الله صلعم لكون بعدى اثنا عشر خليفة (یعنی)

فرمایا جناب رسالتآب نے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔

نیز کتاب مذکور میں جابر بن سمہ سے مروی ہے کہ

۱۵۔ یہ حدیث کنونا الحقائق منادی اور جامع صغیر سیوطی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے

۱۶۔ یہ حدیث معجم کبیر طبرانی اور مستدرک حاکم میں بسند صحیح ابوسعید خدری و عمران

بن حصین و عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے نیز اسکو شاہ عبدالعزیز صاحب

دہلوی نے تفسیر فتح الغزنی میں بھی نقل فرمایا ہے۔ ۸۰

۱۱
 قال رسول الله صلعم يكون لهذه الامة اثنا عشر خليفة
 فيما لا يضرمهم من خذلهم (یعنی) فرمایا جناب رسول خدا نے
 کہ اس امت کے لیے بارہ خلیفہ ہوں گے جنکو کسی کے چھوڑ دینے او
 نصرت نہ کرنے سے کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔

اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ
 قال رسول الله صلعم ان عدّة الخلفاء بعدی عدّة نقباء
 موسیٰ (یعنی) فرمایا رسول مقبول نے کہ میرے بعد خلفا کی تعداد
 وہی ہوگی جو نقباء موسیٰ کی تھی (یعنی بارہ)

لیکن تعجب ہو صاحب جمہوریت مآب سے کہ باوجود اس حدیث صحیح اقدس
 صریح کے بھی وہ منصب امامت خلافت کو منصوب نہیں سمجھتے اور انہ اثناعشر
 علیہم السلام کی امامت خلافت کے قائل نہیں ہوتے اس پر طرہ یہ کہ حدیث موسیٰ
 کے چھپانے کی راہ چارہ بند پا کر خلفائے اثناعشر کی تعیین میں جو مضطربانہ طبع
 آزمائی فرماتے ہیں وہ لائق دید و قابل شنید ہو چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ
 میں لکھتے ہیں کہ

فالاثناعشرهم للخلفاء الراشدون الاربعة ومعاوية و

ابن زید وعبد الملك بن مروان واولاده الاربعة

(یزید و سلیمان و هشام و ولید) و بینہم عمر بن عبد العزیز

(یعنی) حدیث رسول میں جن بارہ خلفا کی خبر دی گئی ہے وہ یہ ہیں

ابوبکرؓ - عمرؓ - عثمانؓ - علیؓ - معاویہؓ - یزید بن معاویہؓ - عبد الملک بن مروانؓ - یزید بن عبد الملکؓ - سلیمان بن عبد الملکؓ - ہشام بن عبد الملکؓ - ولید بن عبد الملکؓ اور عمر بن عبد الغزیزؓ

الحق ہمارے دوستوں کی ولائے اہلبیت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انھوں نے خلفائے اثنا عشر کی تعداد پوری کر نیکی لیے یزید بن معاویہؓ اور دوسرے فاسق نبی مہیہ تاکہ مستحق خلافت نبویہ قرار دیا مگر مقتضائے ذلیغ طبیعت ان ائمہ اہلبیتؑ سالت کو اس قابل سمجھا جنکی خدا ساز تعداد بارہ ہو اور جن سے تمسک کر نیکی رسول مقبول نے ان الفاظ کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلِیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِیْرَتِیْ اَہْلَ بَیْتِیْ فَاِنْ مَسَّکُمْ بِہَا لَنْ تَضِلُّوْا وَاَعِدِّیْ فَاَنْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلَفُوْنِیْ فِیْہَا وَ اِنِّہُمْ اَلَنْ یَفْتَرِقَ اَحَدٌ یَّرِیدُ عَلٰی الْخَوْضِ (یعنی) ایہا الناس

میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب اللہ اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونوں سے تمسک کرو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے پس دیکھو کہ میرے بعد قرآن و اہلبیت سے تمسک کرنے میں کیونکر میری وصیت پر عمل کرتے ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن اور میرے

سلہ خلفائے اثنا عشر کی یہی تفصیل قاضی عیاضؒ نے فرمائی ہے اور حاکم بن محمد عسقلانیؒ بھی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہی تفصیل کو اصح و ارجح قرار دیتے ہیں۔

۱۷۲ اہلبیت قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔ (۸۲۷) ۸۱۸۵

نیز صواعق محرقہ میں بحوالہ طبقات ابن سعد مروی ہے کہ

فی کل خلف من امتی عدول من اہلبیتی نیفون عن هذا

الدين حرایف الضالین وانتقال المبطلین وتاویل الجاہلین

الاوان ائمتکم وفدکم الی اللہ فانظروا من توفدوں

(یعنی) میری امت میں میرے اہلبیت سے ہر زمانے میں عادلین ہونگے

جو کہ میرے دین سے تعریف گمراہوں کی اور بناوٹ جھوٹوں کی اور

تاویل جاہلوں کی دفع کریں گے۔ خبردار ہو کہ امام تمہارے

ایچی ہیں خدا کی طرف پس نظر کرو اور دیکھو کہ کس کو اپنا ایچی

کرتے ہو۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہدی ہیں جنکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَمْ حَسِبْدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدَ

آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا (یعنی)

کیا حاسدین حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے حالانکہ ہم نے تحقیق آل ابراہیم

کو کتاب اور حکمت اور بادشاہی عظیم عطا کی۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ

عن الباقر رضی اللہ عنہ انہ قال فی هذه الآية نحن الناس واللہ

۱۴۸ (یعنی) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قسم بخدا اس
 آیت میں اشخاص محسودین سے ہم لوگ مراد ہیں۔ علاوہ
 برین اگر برین بھی بنظر تامل دیکھا جائے تو اشخاص محسودین ہی
 مثال میں آل ابراہیم کا ذکر خود اس بات کا بین ثبوت ہے
 کہ آیہ موصوفہ آل محمد کی شان میں نازل ہوا جیسا کہ درود مشہور
 واثور میں بھی یہی مثال موجود ہے (یعنی)
 اللہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم
 و آل ابراہیم۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہیں جنکی نسبت خدا نے بے طائے خلوت عصمت و طہارت
 رَاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کا درجہ عطا کیا ہے چنانچہ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے کہ
 وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ
 آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا (یعنی) نہیں جانتا ہے کوئی
 شخص آیات قرآنیہ کی تاویل سوا خدا اور ان لوگوں کے جنکو خدا
 نے علم میں راسخ فرمایا ہے اور جنکا قول ہے کہ ہم قرآن پر ایمان
 لائے ہیں جو شروع سے آخر تک ہمارے رب کی طرف سے
 نازل ہوا۔

در فتوای سیوطی میں تحت تفسیر آیہ مذکورہ سبع سے مروی ہے کہ
 وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ

۱۸۶ (یعنی) آیہ موصوفہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علم میں راسخ ہیں وہی آیات قرآنیہ کی تاویل جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ الخ

مر ۱۵

واخرج ابن عساکر وابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی عن انس وابی امامة وواثلة بن الاسقع وابی الدرداء ان رسول الله صلعم سئل عن الراسخين في العلم فقال من برت يمينه وصدق لسانه واستقام قلبه ومن عفت بطنه وفرجه فذلك من الراسخين في العلم۔

واخرج ابن عساکر عن انس بن مالک ان رسول الله صلعم سئل من الراسخين في العلم قال من صدق حديثه وبر يمينه وعفت بطنه وفرجه فذلك الراسخون في العلم۔

(یعنی) انس بن مالک وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول مقبول سے دریافت کیا گیا کہ راسخون فی العلم کون لوگ ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جنکی زبانیں سچی۔ ہاتھ نیکی کرنے والے اور دل مستقیم ہیں اور جنکا بطن اور فرج حرام سے محفوظ ہے۔

حضرات! یہی وہ ائمہ معصومین ہیں جن میں سے ہر امام علوم نبوت کا حامل اور ان باب میں اپنے پیشرو امام کا وصی ہوتا آیا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر فتح العزیز میں حدیث مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینتہ کا ذکر کرتے ہوئے

مر ۱۵

ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَجِبَ تَخْصِیصُ حَضْرَاتِ اَہْلِ بَیْتِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ
بِاِنْ مَرَاتِبِ فَضِیْلَتِ اَہْلِ بَیْتِ کَرِکَشْتِ
حَضْرَتِ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ صُوْرَتِ کِمَالِ
عَمَلِ اَنْ جَنَابِیْہِ وَ حَضْرَاتِ اَہْلِ بَیْتِ
رَازِیْعِیْہِ تَعَالٰی صُوْرَتِ کِمَالِ عَمَلِی
جَنَابِ خَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ کَرِوَانِیْدَہِ بُوْدَ۔

بعد ازاں فرماتے ہیں کہ

و کِمَالِ عَمَلِی آئِجَنَابِ بَدُوْنِ مَنَاسِبَتِ
شَخْصِ بَآئِجَنَابِ دَرِ قَوَاسِ رُوْحِیْہِ
دَرِ عَصْمَتِ وَ حَفْظِ وَ قُوْتِ وَ سَاحَتِ مَقْصُوْدِ
نِیْسَتِ کَہِ کُیْسِی جَاہُ کَرِشُوْدِ وَاِیْنَ مَنَاسِبَتِ
بَدُوْنِ لَادَتِ وَ عِلَاقَہِ اَصْلِیَّتِ وَ فَرْعِیَّتِ
مَکْنِ بَحْصُوْلِ نِیْسَتِ پَسِ اِیْنَ کِمَالِ رَا
بَاجْمِیْعِ شَعْبَانِ کَہِ مَعْدُوْنِ لَا یَاتِ مَخْتَلَفَہِ
اَسْتِ دَرِیْنَ مَجْرِی جَارِی کَرِ دَنْدُوَانِہِ

ہمیں بنا و دان تختید و ہمیں است معنی
امامت کہ یکے مرویگرے راز ایشان بآن

حضرات اہلبیت کی تخصیص ان
مراتب فضیلت کے ساتھ یہ ہے کہ
جس طرح کشتی نوح لنگے کمال عملی کی
صورت تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے
حضرات اہلبیت کو جناب ختم المرسلین کے
کمال عملی کی صورت قرار دیا۔

اور حضرت کا کمال عملی کسی شخص میں
جہاں کہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ صفات عصمت
و حفظ و قوت و ساحت میں اس شخص کو
آنحضرت کے ساتھ باعتبار قواسم
روحیہ مناسبت نہ ہو اور یہ مناسبت
بدون علاقہ اصلیت و فرعیّت
مکن نہیں ہے پس کارکنان قضا و قدر نے
اس کمال نبوی کو مع جمیع شعب کے
مجرے امامت میں جاری کیا اور یہی ہمیں
معنی امامت کے کہ ہر امام نے دوسرے

امام کو اس کمال نبوی کا وحی گردانا
حضرات ایسی وہ ائمہ ہیں جنکی خوشخبری جناب مخیر صادق نے ہم کو کھلے ہوئے الفاظ میں
دی ہو چنانچہ روضۃ الاجاب میں حضرت سلمان سے روایت ہے کہ

وہ آدم بر رسول خدا صلعم و دیم
کہ امام حسین بر زانوئے مبارکش سستہ بود
و پیغمبر علیہ السلام تقبیل عنین دہان داشتغال
می نمود و می گفت تو سید ابن سیدی
پدر ساداتی و پدر نہ جنتی کہ نہم ایشان
قائم خواہد بود۔
میں اکبر و زہرا قبول کی خدمت
بارکت میں حاضر ہوا اسوقت امام حسین
جناب سالتاب کے زانوئے مبارک پہ بیٹھے
ہوئے تھو اور حضرت انکے چشم و زہن کا بوسہ لیکر
فرماتے تھے کہ تو سید ابن سید ہو اور سادات کا پدر
ہو نیز نوا مانو کا پدر ہو جبکہ انان قائم ہوگا۔

و از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما روایت است کہ رسول صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فرمود کہ خلفا و اوصیائے من و حجج
ایزد تعالیٰ بر خلق بعد از من دو اندوہ
خواہند بود اولہم اخئی و آخرہم ولد می
گفتند یا رسول اللہ کیست برادر تو
فرمود کہ علی بن ابی ابطالب گفتند
کیست پسر تو قال المہدی الذی
اور عبد اللہ بن عباس سے مروی ہو
کہ جناب رسول خدا نے فرمایا میرے خلفا
اور اوصیاء جو میرے بعثت پر خدا کی محبت
ہونگے تعداد میں بارہ ہیں جنکا اول میرا
بھائی اور آخر میرا فرزند ہوگا۔ لوگوں نے
پوچھا یا رسول اللہ آسکا وہ بھائی اور فرزند
کون ہے فرمایا میرا بھائی علی بن ابیطالب ہے
اور میرا وہ فرزند مہدی ہوگا جو زمین

11. لَيْلًا الْآرْضُ هَيْطًا وَعَدَدًا
كَمَا مِلْتُ جَوْرًا وَظُلْمًا.

وانه جابر بن عبد الله الانصاري ضعی شد عنه
 مرویست که می گفت چون ایزد تعالی
 نازل گردانید بر منمیر خود این آیت را که
 یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله و
 اطیعوا الرسول واولی الامر منکم
 گفتم یا رسول الله می شناسم که خدای
 و رسول او را و اولو الامر کیستند که خدای
 تعالی اطاعت ایشان را قرین ساخته
 است باطاعت خود و اطاعت تو پس
 گفت رسول صلی الله علیه و سلم هم
 خلفای من بعدی اولهم علی بن ابیطالب
 ثم الحسن ثم حسین ثم علی بن حسین ثم محمد
 بن علی المعروف فی التوراة بالباقر
 و ستدرک یا جابر فاذا لقیته فاقرا
 منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد

م موسیٰ بن جبرلم علی بن موسیٰ بن محمد بن
 علی بن علی بن محمد بن حسن بن علی بن
 حجة الله فی ارضه محمد بن الحسن
 بن علی ذلک الذی یفتحہ اللہ عزو
 جل علی ید ید مشارق الارض
 ومغاربہا۔

لہنا پھر اسلے بعد جعفر بن محمد السادق
 ہوگا بعد ازاں موسیٰ بن جعفر پھر علی بن
 موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر
 حسن بن علی پھر حجة اللہ محمد بن حسن
 بن علی جسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ زمین کے
 مشارق ومغارب کو مفتوح فرمائے گا۔

صَلَوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ہٰذَا
 اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Astana-e-Munir

Vill/P.O. Paighampur

Kolhua (Syed Abad)

Muzaffarpur (Bihar)

Aladry Kutubkhana

Paighampur Kolhua

Muzaffarpur (Bihar)

